مجموعہ سہ رسائل

غیر مقلدین کے اعتراضات کی حقیقت

تالیف

مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی مدظلہ

ناشر

ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

خواجہ باغ، اندرون پہاڑی گرلز کالج، حیدرآباد۔ فون: 24070681

تفصیلات طباعت

نام کتاب: مجموعہ سہ رسائل

صفحات: ۸۸

مصنف: حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی مدظلہ

باہتمام وتصحیح: مولانا محمد عبدالقوی

ناشر: ادارہ اشرف العلوم، حیدرآباد

طباعت: اے۔ آر۔ پرنٹرس، حیدرآباد: 9849766790

☆☆☆ ملنے کے پتے ☆☆☆

☆ مکتبہ فیض ابرار 16-2-138/9 اکبر باغ، ملک پیٹ حیدرآباد۔ ۳۶ فون 4556467

☆ ادارہ دارالافتاء والدعوۃ، نزد پٹرول پمپ، بومبے موٹرس چوراہا، جودھپور۔ ۵۔ ۳

تقریظ و توثیق

بقلم حضرت علامہ قاری محمد عثمان صاحب مدظلہ العالی

ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً اما بعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین وتاویل الجاھلین! (المدخل للبیھقی و مشکوۃ صفحہ ۲۶ جلد ۱)

(ترجمہ) اس علم (کتاب وسنت) کو ہر جماعت آئندہ میں سے ایسے نیک لوگ (قابل اعتماد وثقہ) لیں گے، جو غلو و شدت پسندوں کی تحریف و تبدیلی کو دور کریں گے اور باطل پرستوں کے جھوٹ اور جاہل (ناواقف) لوگوں کے (غلط) تاویل کو دور کریں گے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ آئندہ زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کی طبیعتوں میں غلو و تشدد پسندی ہوگی۔ اور علوم اسلامیہ سے بے بہرہ ہوں گے اسکے باوجود قرآن وحدیث کی تفسیر و تشریح کی جسارت کریں گے اور جو چیز قرآن واحادیث شریفہ میں نہیں آئی ہے، اس کو زبردستی دلیل قرآن وسنت کی طرف منسوب کرینگے الغرض علوم نبویہ میں تحریفات و تاویلات زائفہ کرتے پھریں گے جو ہر امتی کے لئے پریشانی و تشویش کا باعث ہوں گی۔

لیکن ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دے کر اطمینان کا سامان مہیا فرمادیا کہ ان غلو پسندوں، باطل پرستوں اور جاہلوں کی ساری محنت بے کار ہوا ہو جائے گی

کیوں کہ ان کے مقابلہ کے لئے ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو سلف صالحین کے قائم اعتقاد جانشین ہوں گے اور ان سے علوم نبویہ [کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم] کو حقیقی و برحق تفسیر وتشریح کے ساتھ حاصل کریں گے۔ ان کی زندگی کا ایک اہم مقصد یہ ہوگا کہ جب بھی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے معانی بیان کرنے میں یہ خود چند تحریف سے کام لیں گے۔ یا جھوٹ بات بیان کریں گے (کہ یہ بات کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جبکہ وہ بات ثابت نہ ہو) یا محض اپنی رائے سے کتاب اللہ وحدیث شریف کے غلط معنی بیان کریں گے تو یہ (اسلاف کے سچے جانشین) بلا خوف لومۃ لائم ان تحریفات، کذبات، اور تاویلات کا پردہ چاک کرکے رکھ دیں گے۔

جس کے نتیجہ میں تعلیمات نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سلف صالحین کے طریقے سے اور انہی کی توضیحات وتشریحات کے ساتھ منقح ہوکر امت کے سامنے آتی رہے گی تاکہ تمام امت مسلمہ "ما انا علیہ واصحابی" کی واحد راہ حق پر قائم ہوکر بہتر فرقوں کی تلبیسات سے محفوظ رہیں گے اور آخرت میں بھی عذاب دوزخ سے انشاء اللہ ضرور نجات پائیں گے یہ خلف (سلف صالحین کی جانشین جماعت) کسی ملک یا کسی علاقے کے ساتھ خاص نہیں ہے اس کے افراد مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں پھیلے ہوئے ہوسکتے ہیں بہر حال قیامت تک ہر زمانہ میں ان کا وجود باقی رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ان کے ساتھ ہوتی رہے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتی تقوم الساعة (مشکوۃ باب ثواب هذا الامة صفحہ ۵۸۴ جلد ۲)

> میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ رہے گی (خدا کی جانب سے) اس کی مدد کی جائے گی اور وہ شخص جو ان کی مدد نہ کرے ان کو نقصان نہ پہونچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت برپا نہ ہوجائے۔

اور اس جماعت کا ثواب بھی قابل رشک ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

لا میکون فی آخر ہذہ الامۃ قوم لہم مثل اجر اولہم (حوالہ سابق)

(اس امت کے آخر میں یقیناً ایسی قوم ہوگی جن کے لئے پہلے لوگوں کے ثواب کی طرح ثواب ہوگا۔)

بڑے خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو سلف صالحین کے لائق جانشینوں کی اس مبارک جماعت میں شامل ہو کر تعلیمات نبویہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی حفاظت و اشاعت کا فریضہ تقریر و تحریر وغیرہ کے ذریعہ انجام دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ یہ امر باعث مسرت ہے کہ جودھپور میں دارالعلوم دیوبند کے ہونہار فاضل مولانا مفتی محمد یوسف جودھپوری زید علمہ اور ان کے دردمند احباب و رفقاء نے دارالافتاء والدعوۃ کے نام سے ادارہ قائم کر کے اجتماعی طور پر منظم انداز سے کتاب و سنت کی صحیح تعلیمات کو عوام تک پہونچانے کا پروگرام شروع کردیا ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی زید مجدہم کے مجموعہ رسائل میں سے سردست تین منتخب رسائل کی طباعت کرائی جاری ہے بعض اساتذہ دارالعلوم دیوبند نے ان رسائل کا گہری نظر سے مطالعہ فرمایا ہے ان کی نگرانی میں جناب مفتی محمد یوسف موصوف نے حوالوں کی مراجعت بھی فرمائی ہے اور آئندہ بھی اس ادارہ کے ارکان کا دارالعلوم اور اساتذہ کرام کی نگرانی ہی میں اپنے دعوتی پروگرام کو آگے بڑھانے کا عزم ہے۔ بلاشبہ یہ عظیم کار خیر ہے ایسے اہم پروگرام کے سلسلہ میں دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر قسم کا تعاون کرنے کیلئے ہر مسلمان کو حسب حکم خداوندی "تعاونوا علی البر والتقوی" آگے آنا چاہئے۔ اللہ تعالی اس ادارے کے ذمہ داران و کارکنان کو اور اس کا تعاون کرنے والوں کو قبولیت اور ترقیات سے نوازے نیز تمام شرور و مکارہ سے حفاظت فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

crcrcrcrcrcrcrcrcrcrcrcrcrcrcrcrcr

رائے گرامی

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث ازہر الہند دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد

ادھر چند سالوں سے پھر مدعیان عمل بالحدیث (غیر مقلدین) اپنے آباؤ اجداد کی طرح حضرات ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اور ان کے مقلدین کے خلاف بے بنیاد جھوٹی باتوں کو منسوب کر کے ان کی تفسیق و تکفیر میں پورا زور لگا رہے ہیں اور اپنے اس دعویٰ پر جس قدر آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ مشرکین و کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کا مصداق ائمہ مجتہدین کرام اور ان کے مقلدین کو ٹھہرا رہے ہیں اس جیسی حرکت فرق ضالہ پہلے بھی کر چکے ہیں چنانچہ خوارج کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ کی رائے ہے۔

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان گمراہ فرقوں کو خدا کی شریر ترین مخلوق کہتے تھے، اور فرماتے تھے انہوں نے ان آیات کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں ان کا مصداق مسلمانوں کو ٹھہرایا

یہی حال ہمارے زمانے کے ہندوستانی اور پاکستانی غیر مقلدین کا ہے چنانچہ فیض الباری جلد چہارم صفحہ ۴۰۴ پر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فجعلوھا علی المومنین کے تحت فرماتے ہیں: وھذا کحال المدعین العمل بالحدیث فی دیارنا فان کل آیات نزلت فی حق الکفار فانھم یجعلونھا فی حق المقلدین سیما الحنفیۃ کثرہم اللہ تعالیٰ حزبھم

(یہی حال ہمارے ملک کے مدعیان عمل بالحدیث کا ہے کہ وہ تمام آیات جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں ان کا مصداق مقلدین بالخصوص حنفیوں کو ٹھہراتے ہیں)

ادھر چند سالوں سے حطام دنیا کی خاطر یہ حضرات سلفیت کا لیبل لگا کر اپنے آباء و اجداد کا کام فرقہ وارانہ فتنہ کے انداز پر انجام دے رہے ہیں ایسی صورت میں ان کی دسیسہ

کاریوں کا جواب دینا ضروری ہو گیا ہے چنانچہ بعض حضرات ان کے مکر و فریب کا منہ توڑ جواب دے رہے ہیں اسی سلسلہ میں عزیزم مکرم مولانا مفتی محمد یوسف صاحب زیدت معالیکم اور ان کے رفقاء کار ذمہ داران شعبہ نشر و اشاعت دار الافتاء والدعوۃ جودھپور راجستھان نے ایک قدم اٹھایا ہے اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ ادارہ کے اس کار خیر کو قبولیت سے نوازے اور مخالفین اہل حق کو صحیح راستہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور اہل حق کو تمام شرور و فتن سے محفوظ رکھے آمین۔

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویش صاحب مدظلہ

مدرس و مفتی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی

فروعی مسائل میں اختلاف قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے جو کہ صرف علمی استدلال تک محدود رہا اور اس کی آڑ میں کسی کی تکفیر و تضلیل نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ انگریز کے دور میں ایک نئے فرقے نے جنم لیا۔ یہ پہلے پہل وہابی کے نام سے مشہور ہوا اور پھر انگریز نے ان کی خدمات کے سلسلہ میں غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی کی کوششوں سے ان کو اہل حدیث کا لقب الاٹ کیا۔ یعنی

بر عکس نہاد ند نام زنگی کافور۔

اس نومولود فرقے نے اختلافی مسائل کو اسلام اور کفر کا اختلاف قرار دیا اور آئے دن اہل السنۃ والجماعۃ کو چیلنج کرنے لگے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے علماء نے ان مسائل پر قلم اٹھایا اور اپنے مسلک کو کتاب و سنت کے مطابق ثابت کیا اور ان کے دام تزویر کو طشت از بام کر دیا۔ اس موضوع پر مناظر اسلام مولانا محمد امین اوکاڑوی مدظلہ نے بھی عمدہ رسائل تحریر فرمائے تھے جنھیں اہل علم کی اصرار پر یکجا کر کے عمدہ کتابت کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف اور ناشرین کو جزائے خیر دے اور امت مسلمہ کے لئے اس کو نفع بخش بنائے۔ آمین۔

تصدیق و توثیق

بقلم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالنپوری مدظلہ

استاذ حدیث و فقہ دارالعلوم دیوبند

غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی کہتے ہیں، لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں، اور سلف صالحین یعنی صحابہ کرام ؓ اور تابعین عظام ؒ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، اسکے برخلاف ائمہ اربعہ کے مقلدین اپنے اماموں کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر ابلہ فریبی ہے، وہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کماحقہ پیروی کرتے ہیں، نہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں، اگر وہ صحیح معنی میں حدیث رسول پر عمل کرنے والے، اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے ہوتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ضرور عمل کرتے۔

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها، وعضوا علیها بالنواجذ
(رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ و مشکوٰۃ)

لازم پکڑو تم میری سنت، اور میرے راہ یاب ہدایت مآب خلفاء کی سنت، تھام لو اس کو اور ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑلو۔

اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں جن مسائل پر تمام صحابہ کرام ؓ کا اجماع اور اتفاق ہوچکا ہے، ان میں صحابہ ؓ کے نقش قدم پر چلنا اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ! ۔ ان کے برعکس ائمہ اربعہ کے تمام مقلدین خواہ حنفی ہوں یا شافعی چاہے حنبلی ہوں یا مالکی، مذکورہ بالا ارشاد نبوی کے پیش نظر خلفائے راشدین کے زمانہ میں جن مسائل فقہیہ پر تمام صحابہ کرام ؓ کا اجماع واتفاق ہوچکا ہے، اس کی خلاف ورزی کو ناجائز اور گمراہی قرار دیتے ہیں...... اب آپ انصاف سے بتائیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے، اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والے وہ ہیں یا ہم ؟!

تائید و تحسین

از حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب زید فضلہم

مقیم حال مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

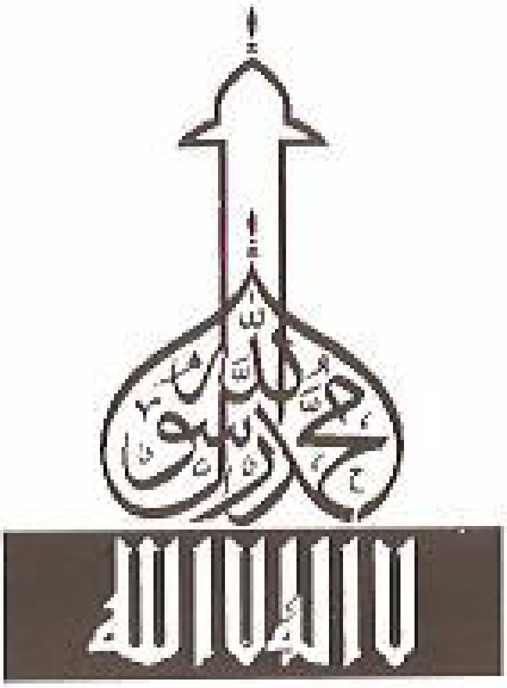
یہ تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر ہند و پاک میں دین اسلام کی اشاعت کرنے والے بیشتر علماء کرام بزرگان دین اور شاہان اسلام حنفی ہی تھے۔ انھوں نے مدارس، مساجد اور خانقاہیں آباد کیں۔ بارہویں صدی تک مسلمان اتحاد و اتفاق کی پرسکون فضا میں ترقی کرتے رہے جونہی انگریز کے منحوس قدم یہاں پڑے انھوں نے مسلمانوں میں مختلف فرقوں کو جنم دیا اور اسی انگریزی دور سے آج تک تفریق و اختلاف قائم ہیں۔ کبھی یہ اختلافات جوش میں آکر خطرناک صورت حال اختیار کر لیتے ہیں، اور پھر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے ٹھنڈے بھی ہو جاتے ہیں۔ آج کل مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں سے ایک چھوٹی سی جماعت جو چند فروعی مسائل (رفع یدین، امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے، آمین کو زور سے کہنے) کو لیکر انھیں اپنا امتیازی مسلک اور اپنا تشخص جتانا چاہتی ہے۔ وہ دوسروں کو اہل رائے اور اپنی جماعت کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ یہ جماعت چاروں مذاہب حقہ کو مٹا کر اپنے آزاد مشرب کو رائج و عام کرنا چاہتی ہے اور اس میں سر توڑ کر کوشش کر رہی ہے۔ اور اپنے آزاد مشرب کی اشاعت و ترویج کے لئے ہر قسم کے غلو اور تشدد کو روا سمجھتی ہے، اور علماء اسلام، ائمہ مجتہدین کی توہین و تذلیل کرنا جائز بلکہ ضروری سمجھتی ہے۔ جمہور امت جو چاروں اماموں کے مقلدین ہیں ان کو مشرک اور تقلید کو حرام و شرک کہتی ہے۔ ان حالات کی وجہ سے امت مسلمہ میں زبردست بگاڑ ہو رہا ہے اور اختلافات بڑھ گئے ہیں۔ لوگ راہ حق کے متعلق شکوک

وشبہات کے شکار ہو رہے ہیں۔

مقلدین ہرگز ہرگز مشرک نہیں ہیں وہ اماموں کو خدا کا شریک نہیں مانتے پھر مشرک کیسے ہونگے؟ وہ صرف اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ان اماموں کو قرآن اور حدیث سمجھنے اور سمجھانے کی جو طاقت بخشی تھی وہ اور علماء کو حاصل نہیں ہوئی اسی لئے جو کچھ ان چاروں اماموں نے قرآن و حدیث سے سمجھ کر بتلایا اس کو مانتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اس جماعت کے اکثر لوگ نہ اہل حدیث ہیں نہ غیر مقلد ہیں اور نہ سنی ہیں بلکہ اسلام کے بہت سے گمراہ فرقوں کی طرح ایک گمراہ فرقہ ہے۔ ان میں سے علم رکھنے والے لوگ اپنی کتابوں میں چاروں اماموں کی حقانیت کا اقرار کرتے ہیں ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کا ادب واحترام کرتے ہیں دیکھو تاریخ اہل حدیث جزاول مصنف علامہ حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کو اتباع حق کی توفیق دے تاکہ اختلاف اور افتراق کی تبلیغ چھوڑ دیں اتحاد واتفاق کا اسلامی سبق یاد کریں لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کریں اسلام سے نکالنے کی دھن چھوڑ دیں۔ آمین۔



احوالِ واقعی

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ رسالہ دراصل حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی کے تین مضامین کا مجموعہ ہے۔ جسے ہندوستان میں ادارہ دارالافتاء والدعوۃ، جودھپور راجستھان نے اکابر علماء دیوبند کی نظر ثانی و پسندیدگی کے بعد حوالوں کا پورا اطمینان کر کے شائع کیا ہے۔

بعض احباب کے تقاضے اور خواہش پر راقم الحروف نے کتابت کی تصحیح، جدید کمپوزنگ اور بعض عناوین و الفاظ میں انتہائی جزوی تغیر کے ساتھ ادارہ ہذا سے شائع کیا ہے۔

بڑا دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ اس حساس اور نازک موقع پر جبکہ مسلمانوں پر ارتداد و الحاد کے مسلسل خارجی حملوں کا سلسلہ جاری ہے ان داخلی نہایت ضمنی امور پر صلاحیت و سرمایہ کو صرف کیا جائے۔ مگر خدا بھلا کرے اور توفیقِ تدبر عطا فرمائے ہمارے غیر مقلد برادری کو جنہوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ دیانت و امانت اور علمی وقار و اسلامی سنجیدگی سے بالکل علاحدہ ہو کر ان مسائل کو عوام الناس میں شب و روز کا موضوع بنا دیا ہے۔ اب نابالغ و ناسمجھ بچے تک شارحِ بخاری و مصلح فقہاء بنے ہوئے ہیں۔ احکام و مسائل احادیث و دلائل، علماء و فقہاء، کم علم بلکہ بے علم نوجوانوں کی دل لگی کا موضوع بنے ہوئے ہیں،

تہذیب و تمیز ، تم کناں ہے۔ ضد و عناد اور شرارت و ہٹ دھرمی کا بول بالا ہے۔ نا سمجھ لوگ حیران ہیں اور سمجھدار و علم دوست حضرات شکوہ کناں کہ آخر یہ کونسی دین کی خدمت ہے۔ جس کی تاریخ اسلام میں نظیر نہیں ملتی۔ بلا شبہ پہلے بھی یہ مسائل زیر بحث رہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اُس وقت اس کا میدان تحریر و تصنیف ، یا سنجیدہ علمی محافل تک محدود تھا۔ اور اب ہر عالم و جاہل اور ان پڑھ اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے کہ وہ سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کی گردن ناپے اور اپنے علاوہ ساری ملت اسلامیہ کو گمراہ باور کرتا پھرے۔

ان حالات نے مجبور کیا کہ ہم تمام خارجی فتنوں کے مقابلہ اور ملت اسلامیہ کی ان سے حفاظت کے ساتھ ساتھ اندرونی ان خلفشاروں کی طرف بھی دھیان دیں اور صحیح صورتحال سے قوم و ملت کو باخبر کریں۔

وما توفیقی الا باللہ

محمد عبد القوی
ناظم ادارہ اشرف العلوم ، حیدر آباد

##########################

اندھیرے
سے
روشنی
کی
جانب

من الظلمات الی النور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

دیہات کی زندگی تھی اور میرا بچپن۔ سوال یہ تھا کہ اسے قرآن پاک کی تعلیم کہاں دلائی جائے۔ گاؤں میں ایک مسجد تھی جس میں تقریباً ہر جمعہ کو جھگڑا ہوتا۔ بریلوی حضرات چاہتے تھے کہ یہاں ہمارا امام مقرر ہو اور غیر مقلد چاہتے تھے کہ ہمارا امام مقرر ہو اور دیوبندی مسلک کا ایک ہی گھر تھا نہ کسی گنتی میں نہ شمار میں۔ کئی دفعہ جھگڑا طول پکڑ جاتا تو چھ چھ ماہ مسجد میں کوئی بھی امان نہ ہوتا اور کبھی دو دو جماعتیں شروع ہو جاتیں۔ والد صاحب اس بارے میں پریشان تھے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ فرمایا کہ اہل بدعت کی نسبت غیر مقلد توحید میں اچھے ہیں۔ ان کے پاس ہی قرآن پڑھا لیا جائے۔ چنانچہ مجھے تعلیم قرآن کے لئے ایک غیر مقلد حافظ صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔

طریقہ تعلیم

چونکہ اسکول میں، میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ابجد شناس تو تھا ہی، اس لئے شروع سے ہی پہلے پارہ سے سبق شروع ہو گیا۔ استاذ صاحب دو تین آیتیں کہلوا دیتے، ہم رٹ لیتے۔ اس کے بعد استاذ صاحب ہمیں سناتے کہ میں نے فلاں حنفی مفتی صاحب کو شکست دی، فلاں حنفی عالم کو لاجواب کر دیا۔ دنیا بھر میں کوئی حنفی نہیں، نہ دیوبندی نہ بریلوی جو ہمارا سامنا کر سکے۔ پھر وہ کوئی اشتہار لے کر بیٹھ جاتے کہ دیکھو یہ اشتہار بیس سال پرانا ہے، اس میں دنیا بھر کے حنفیوں کو چیلنج کیا گیا تھا کہ صرف ایک حدیث دکھا دو جس میں یہ بات ہو کہ آپ نے فرمایا آج کے دن میں نے رفع یدین کو منسوخ کر دیا۔ ایک حدیث دکھا دو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ ایک صدی کے بعد میرا دین منسوخ ہو جائے گا اور امام ابو حنیفہ رحمہ

اللہ کی تقلید میری امت پر فرض ہو جائے گی۔ یہ اشتہار دیو بند بھیجا گیا۔ سہارنپور بھیجا گیا، مگر کوئی حدیث نہ دکھا سکا۔ ہزار ہزار روپیہ انعام بھی رکھا گیا مگر ہمارے سامنے کوئی کھڑا نہ ہو سکا۔ استاد جی کی تعلیاں ہی ہم خالی الذہن لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے کافی تھیں۔ لیکن کبھی کبھی وہ ساتھ میں یہ بھی فرماتے کہ میں ایک دفعہ دہلی جاتے ہوئے دیوبند اتر گیا۔ نماز کا وقت تھا۔ تمام اساتذہ کرام اور طلبا۔ مسجد میں جمع تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر اشتہار دکھایا کہ یہ اشتہار بیس سال سے متواتر آپ کے مدرسہ میں بھیجا جا رہا ہے، آپ کیوں حدیث نہیں سناتے؟ تو استاذ صاحب بتاتے تھے کہ وہاں کے اساتذہ نے بڑی لجاجت سے یہ بات فرمائی کہ مولانا! آپ جانتے ہیں ہم حنفی ہیں۔ ہم تو ابو حنیفہؒ کی فقہ پڑھتے ہیں۔ حدیث نہ کبھی دیکھی نہ پڑھی۔ ہم سے بار بار احادیث کا مطالبہ کر کے ہمیں شرمندہ کیوں کرتے ہیں۔ استاذ صاحب کی ان باتوں کو سننے کے بعد ہم پر عالم یاس طاری ہو جاتا کیونکہ ہم نے گھر میں یہی سنا تھا کہ دیوبند کا مدرسہ دنیا بھر میں بہت بڑا مدرسہ ہے۔ جب ہمارے استاد جی دیوبند کے اساتذہ کو بھی لاجواب کر آئے تو اب ایسی حدیث کہاں ملے گی۔

اختلاف کیا ہے؟

اب ظاہر ہے کہ ہم استاذ جی سے پوچھتے کہ استاذ جی آپ کا اور اہل سنت والوں کا کیا اختلاف ہے؟ تو استاد جی فرماتے بیٹا! کلمہ ہم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں اور وہ بھی کلمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پڑھتے ہیں۔ اتنی بات پر ہمارا اور ان کا اتفاق ہے۔ آگے ہم کہتے ہیں کہ جس کا کلمہ پڑھو، بات بھی اس کی مانو۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم کلمہ نبی پاک کا پڑھیں گے اور بات امام ابو حنیفہ کی مانیں گے۔ ہم پوچھتے استاد جی! امام ابو حنیفہ اگر مسلمان عالم تھے تو یقیناً نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہی لوگوں کو سمجھاتے ہوں گے، کیونکہ خیر القرون کے مسلمان عالم کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جان

بوجھ کر باتیں بنائے۔ استاذ جی فرماتے کہ امام ابو حنیفہؒ بہت نیک آدمی تھے مگر ان کے زمانہ میں نبی پاکؐ کی احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں، اس لئے امام ابو حنیفہؒ نے بہت سے مسائل قیاس سے بیان کردئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی تاکید فرمادی تھی کہ میرا جو قول حدیث کے خلاف ہو وہ چھوڑ دینا۔ لیکن یہ حنفی ضد کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں اتنا شعور نہیں تھا کہ استاذ جی سے پوچھتے کیا وجہ ہے کہ امت کو فقہ کے جمع کرنے کی ضرورت پہلے پڑی اور حدیث کی بعد میں۔ اصحاب صحاح ستہ یقیناً فقہ کے ائمہ اربعہ سے بعد ہوئے مگر کسی نے بھی اپنی کتاب میں نہ فقہ حنفی کے رد کا باب باندھا، نہ فقہ شافعی کے رد کا۔

علم حدیث

پھر استاذ جی ہمیں بتاتے کہ جس طرح کپڑا، کپڑے کی دکان سے ملتا ہے، شکر، شکر کی دکان سے، اسی طرح حدیث، صرف اور صرف اہل حدیث سے ملتی ہے اور کسی مدرسہ میں حدیث پڑھائی نہیں جاتی۔ اگر ہمارے مدرسہ سے تم چلے گئے تو ساری عمر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجاؤ گے، لیکن تمہارے کان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث کو ترس جائیں گے۔ نبیؐ کا کلمہ پڑھنے والو! نبیؐ کی احادیث صرف یہاں ہی پڑھائی جاتی ہیں اور بس۔ اس وقت ہمیں بھی سمجھ نہ تھی اور نہ پتہ تھا کہ ان اہل حدیثوں کے بھائی اہل قرآن بھی ہیں، لیکن یہ تو استاذ صاحب کا فرض تھا کہ ہمیں کہتے کہ بیٹا قرآن صرف اہل قرآن سے پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ ان کا قرآن سے کیا تعلق؟ بہرحال ہمیں یہ منوالیا گیا کہ ہم دو چار آدمی نبی پاک کو مانتے ہیں باقی سب نبی کے منکر ہیں۔

سو شہید کا ثواب

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ نوافل کا ادا کرنا کیا، اس پر تو مذاق اڑایا کرتے تھے،

سنتیں بھی خاص ضروری نہیں تھیں۔ کیونکہ حنفی نفل اور سنتوں کا پورا اہتمام کرتے تھے۔ ہاں جو سنتیں مردہ ہو چکی ہیں ان کو زندہ کرنے کی بڑی تاکید کی جاتی تھی مثلاً نماز باجماعت میں ساتھی کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے۔ اس پر عمل کرنا سو شہید کا ثواب ہے۔ اسی طرح بلند آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ بعض لوگ آمین سے چڑا کریں گے، وہ میری امت کے یہودی ہیں اس لئے آمین خوب بلند آواز سے کہو کیوں کہ جتنے حنفیوں کے کان تک آواز جائے گی، اتنے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اور یہودیوں کو چڑانے کا ثواب الگ۔

حقیقت الفقہ

اس کے ساتھ استاذ جی کے پاس مولوی محمد یوسف جے پوری کی کتاب "حقیقت الفقہ" اور مولوی محمد رفیق پسروری کا رسالہ "شمشیر محمدیہ بر عقائد حنفیہ" اور "شمع محمدی" کتابیں تھیں۔ استاذ جی ہمیں لے کر بیٹھ جاتے اور اس میں سے کوئی مسئلہ سناتے، پھر پانچ منٹ تک ہم اور استاذ جی کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے کہ ہائے ایسا گندا مسئلہ نہ ہندوؤں کی کتابوں میں ہے نہ سکھوں کی کتابوں میں۔ ہائے اللہ! اگر ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کو اس مسئلے کا علم ہو گیا تو وہ مسلمانوں کو کتنا ذلیل سمجھیں گے۔ خلاصہ یہ کہ ہمیں یہ بات خوب ذہن نشین کرائی جاتی تھی کہ دنیا میں مذہب حنفی اتنا گندا مذہب ہے کہ ہندو، سکھ، مجوسی، یہودی سب کافر بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

طریق کار

اب جب ہمارا ذہن پختہ ہو گیا تو استاذ جی فرماتے، کسی ایک دو سادہ حنفی نوجوانوں کو اکسایا کرو کہ ہمیں تمہارے مولوی صاحب کے پاس لے چلو اگر وہ ہمیں حدیث دکھا دیں گے تو ہم حنفی ہو جائیں گے۔ وہ بے چارے ہمیں لے جاتے۔ ہم پوچھتے

کہ مولانا یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنا۔ سوال کرنے کے بعد ہم اس کا جواب کبھی غور سے نہیں سنتے تھے۔ ہاں ہر دو منٹ کے بعد ان دونوں حنفیوں کو گواہ بنا کر کہتے کہ دیکھو تمہارے مولوی صاحب کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی۔ جب دو چار مرتبہ ہم مولوی صاحب کو کہتے کہ آپ کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی تو فطری بات ہے کہ مولوی صاحب کو غصہ آ جاتا تو ہم اب اٹھ کر آ جاتے۔ استاد صاحب بہت خوش ہوتے۔ اور گاؤں میں ہمارا تعارف کرایا جاتا کہ دیکھو اس لڑکے نے فلاں حنفی مفتی صاحب کو لاجواب کر دیا ہے۔ وہ ایک سوال کا جواب نہیں دے سکا۔ ایک بھی حدیث نہیں آتی۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے۔

چھ نمبر

استاذ جی اس فن کے ماہر تھے۔ فرماتے تھے کہ حنفیوں کو زچ کرنے کے لئے قرآن، حدیث یا فقہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ان پڑھ ان کو تنگ کر کے سو شہید کا ثواب لے سکتا ہے۔

(۱) جب کسی حنفی سے ملو تو پہلے ہی اس سے سوال کر دو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے، اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ اس قسم کے سوال کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور میں بھیج دیں وہ ہر دوائی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دوا کا نام کس حدیث میں ہے؟ اس سوال کے بعد آکر اپنی مسجد میں بتانا کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکے، پھر ہر غیر مقلد بچے اور بوڑھے کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر گلی میں پروپگنڈہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک بھی حدیث نہیں آتی۔

(۲) دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدا نخواستہ اگر تم کہیں پھنس جاؤ اور تمہیں کوئی کہے کہ تم نے جو جیب میں پین لگا رکھا ہے، اس کا نام حدیث میں دکھاؤ تو گھبرانا نہیں،

فوراً ان سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے؟ اور شور مچا دو کہ منع کی حدیث نہیں دکھا سکے۔ نہ فلاں کام کے کرنے کی حدیث دکھا سکے نہ فلاں کام کے منع کی حدیث دکھا سکے۔ اب سب غیر مقلد یہ پروپگنڈہ کریں گے کہ جی وہ مولوی صاحب کہاں سے بے چارے حدیث لائیں گے۔ فقہ ہی تو ساری عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

(۳) اور اگر کسی جگہ پھنس جاؤ کہ کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے آئیں کہ تم اہل حدیث ہو۔ دیکھو کتنی احادیث ہیں جن پر تمہارا عمل نہیں۔ تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، فوراً ایک صفحہ نکال کر کہا کرو، لو جی یہ حدیث کی پتہ نہیں کون سی کتاب لے آئے؟ باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزا بھی کرو اور اتنا مذاق اڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے۔

(۴) اگر بالفرض کوئی ان چھ کتابوں میں سے کوئی حدیث دکھادے جو تمہارے خلاف ہو تو فوراً کوئی شرط اپنی طرف سے لگا دو کہ فلاں لفظ دکھاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام۔ جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھاؤ کہ مسیح علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے، وہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ہو یا جیسے غیر مقلد کہتے ہیں کہ رفع یدین کے سلسلہ میں "منسوخ" کا لفظ دکھاؤ اور اس پر اتنا شور مچاؤ کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔

(۵) اگر بالفرض وہ لفظ مل بھی جائے اور مخالف دکھادے کہ دیکھو جس لفظ کا تم نے مطالبہ کیا تھا وہ حدیث میں موجود ہے تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کردو، ضعیف ہے، ضعیف ہے، ضعیف ہے۔ اب حدیث بھی نہ ماننی پڑی اور رعب بھی قائم ہو گیا کہ دیکھو ان مولوی صاحبان کو تحقیق ہی نہیں تھی۔ اس ان پڑھ کو پتہ چل گیا کہ حدیث ضعیف ہے۔

(۶) چھٹا اور آخری نمبر: استاذ جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا۔

اس کو نہیں کہتا کہ نماز پڑھو۔ ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو، اس کو ضرور کہتا کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔ بس یہ چھ نمبر ہمارے علم کلام کا محور تھے۔ والد صاحب "پابند صوم و صلوۃ تہجد گزار اور عابد زاہد آدمی تھے۔ روز ان سے جھگڑا ہوتا کہ نہ تمہاری نماز دین ہے نہ تمہارا دین ہے، نہ تمہاری تہجد مقبول ہے نہ کوئی اور عبادت۔ والد صاحب فرماتے بیٹا! لڑا نہیں کرتے تیری نماز بھی ہو جاتی ہے اور ہماری بھی۔ میں کہتا کتنا بڑا دھوکا ہے۔ کیا ایک خدا نے دو نمازیں اتاری ہیں، ایک مدینہ میں، ایک کوفہ میں۔ ہماری نماز نبیؐ والی نماز ہے جو ہمیں جنت میں لے کر جائے گی۔ والد صاحب فرماتے، بکواس نہ کیا کرو۔ ہم اس کو اپنی بہت بڑی فتح سمجھتے تھے اور ساتھ یہ بھی رعب کہ میں تو آپ کا بہت احترام کرتا ہوں ورنہ اگر میں فقہ حنفی کا بھانڈا پھوڑ دوں تو تعفن سے سب کے دماغ پھٹ جائیں گے۔ چند سال اسی صورت میں گزر گئے۔

نقل مکانی

ہم وہاں سے دوسری جگہ چلے گئے۔ وہاں نہ کوئی اکسانے والا نہ شاباش دینے والا۔ البتہ شہر میں ایک مدرسہ میں ایک وقت پڑھنے چلا جاتا۔ وہاں میرے اسباق علم النحو، بلوغ المرام اور نسائی شریف تھے۔ مقصد تعلیم کسی کتاب کا پورا پڑھنا نہیں ہوتا تھا بس فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین، سینے پر ہاتھ باندھنا، ٹانگیں چوڑی کرنا، اگر یہ مسائل آجائیں تو فرسٹ ڈویژن پاس ہو جانا یقینی تھا۔ البتہ اب گاؤں میں وہ گرما گرمی باقی نہ رہی تھی۔

تحریک ختم نبوت

اسی دوران ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی، ہمارے لکھوئی صاحبان تحریک کے مخالف تھے کیونکہ وہ قادیانیوں کو مسلمان کہتے تھے۔ اس تحریک میں علاقہ چھچھ کے دو بزرگ حضرت مولانا سید محمد عبدالحنان صاحب قدس سرہ تاجک والے اور

حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب قدس اللہ سرہ سابق شیخ الحدیث تعلیم القرآن راجا بازار راول پنڈی اپنے علاقہ سے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں گرفتار ہوئے۔ ان دونوں حضرات کو ساہیوال جیل منتقل کر دیا گیا۔ اس جیل میں اوکاڑہ کے قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سیوہاروی فاضل دیوبند بھی موجود تھے۔ اول الذکر دونوں بزرگ فاضل دیوبند اور امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نوراللہ مرقدہ کے اخص تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت مولانا سیوہاروی نے دونوں حضرات کو راضی کر لیا کہ وہ رہائی کے بعد اوکاڑہ میں تدریس فرمائیں گے۔ چنانچہ دونوں حضرات اوکاڑہ تشریف لے آئے۔ احناف نے بہت اشتہار شائع کئے "اوکاڑہ میں علم و عرفان کی بارش" اور ان حضرات کا شاندار استقبال کیا۔

مناظرہ کا شوق

اس وقت میرے غیر مقلد استاد جناب مولانا عبدالجبار صاحب محدث کھنڈیلوی تھے۔ آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ سنا ہے علامہ انور شاہؒ کے شاگرد آئے ہیں، ان سے مناظرہ کرنا ہے۔ میں نے کہا حضرت وہ کیا کریں گے، خود امام صاحب بھی قبر سے اٹھ کر آجائیں تو ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے پاس حدیث ہے ان کے پاس قیاس۔ استاد صاحب بہت خوش ہوئے۔ دعائیں دیں اور ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا "دنیا بھر کے حنفیوں کو گیارہ ہزار روپے انعام کا کھلا چیلنج" فرمایا یہ اشتہار لے جاؤ فتح یقیناً تمہاری ہے۔

عید گاہ میں

ان حضرات کا قیام عید گاہ کے مدرسہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کے گرد بہت مخلوق ہے اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کے گرد کچھ کم لوگ ہیں۔ میں نے اسی سے اندازہ لگایا کہ اول الذکر ان دونوں

حضرت میں سے بڑے عالم ہیں۔ میں ان کے پیچھے چار پائی پر بیٹھ گیا۔ حضرت کے کندھے، پھر سر کو سہلانا شروع کر دیا۔ حضرت نے دو تین دفعہ میری طرف دیکھا اور خاموش رہے۔ چوتھی مرتبہ پوچھا کیا کام کرتے ہو۔ میں بھی موقع کی تلاش میں تھا۔ جھٹ جیب سے اشتہار نکال کر حضرت کے سامنے پھیلا دیا اور عرض کیا کہ حضرت اہل حدیث حضرات نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ وہ فی حدیث ہزار روپیہ انعام بھی دیتے ہیں لیکن ہمارے علماء کے پاس کوئی حدیث نہیں۔ آپ ضرور میری رہنمائی فرمائیں اور یہ احادیث لکھوا دیں جن میں ان گیارہ سوالوں کا جواب ہو۔ حضرت نے فرمایا میں نے پنجاب میں تدریس بہت کم کی ہے، میری اردو زیادہ صاف نہیں۔ مولانا عبدالقدیر صاحب نے اکثر تدریس پنجاب میں کی ہے اور ان کی اردو بھی صاف ہے اور ان کو ان مسائل میں دلچسپی بھی ہے ان سے سمجھیں۔ میں اٹھا اور مولانا عبدالقدیر صاحب کی طرف چلا۔ ادھر حضرت نے مولانا کو آواز دی کہ مولانا، لڑکا ذہین ہے۔ آپ اس کو سمجھائیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی امید ہے کہ انشاء اللہ پہلے ہی جلاب سے گند نکل جائے گا۔ مولانا اشتہار پڑھ رہے تھے، میں مولانا کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔ کبھی تھوڑا سا زیر لب مسکرا دیتے، کبھی پیشانی پر ناراضگی کے شکن ابھر آتے۔ بہر حال مولانا نے پورا اشتہار پڑھ لیا۔

نیت

حضرت نے سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ بیٹا اپنی نیت درست کر لو۔ اگر کوئی شخص اس نیت سے مسئلہ پوچھتا ہے کہ دین کا مسئلہ سمجھ کر عمل کرنا ہے تو مسئلہ پوچھنے کا اجر الگ ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا الگ اور اگر کسی شخص کی نیت مسئلہ پوچھنے میں شرارت یا فتنہ کی ہو تو مسئلہ پوچھنے کا گناہ الگ ہو گا اور شرارت کا الگ۔ فرمایا میں تو اسی نیت سے مسئلہ سمجھاؤں گا کہ خالص اللہ کی رضا مقصود ہے اور بس۔ میں نے کہا کہ میں بھی اللہ ہی کی رضا کے لئے سمجھنا چاہتا ہوں۔

دلیل کس کے ذمہ؟

حضرت نے فرمایا کہ اس اشتہار میں بہت سے دھوکے ہیں مگر مولویوں کے دھوکے مولوی ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہر شخص کے بس کا روگ نہیں۔ فرمایا اگرچہ اشتہار والے نے اپنے آپ کو اہل حدیث لکھا ہے مگر دراصل یہ منکر حدیث ہے کیونکہ مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے البینة علی المدعی کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اور دنیا کی ہر عدالت بھی ہمیشہ مدعی سے ہی گواہ مانگتی ہے۔ ان گیارہ کے گیارہ مسائل میں مدعی غیر مقلد ہیں۔ دلیل ان کے ذمہ ہے مگر اس نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے ہم سے سوال کر ڈالے ہیں۔ فرمایا اس کو مثال سے سمجھو۔ رافضی اذان میں کچھ کلمات زیادہ کہتے ہیں مثلاً اشھد ان علیا ولی اللہ الخ اب ہمیں تو حق ہے کہ ان سے سوال کریں کہ آپ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ نبیؐ یا کم از کم حضرت علیؓ سے ان کلمات کا ثبوت ہو۔ مگر وہ قیامت تک اس کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ مگر وہ اپنے جاہل مریدوں کو دھوکا دینے کے لئے اگر یوں سوال بنائیں جس طرح اس غیر مقلد نے بنایا ہے کہ دنیا بھر کے غیر مقلد اکھٹے ہو کر ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا حضرت علیؓ نے اذان میں یہ کلمات کہنے سے منع فرمایا ہو تو منع کا لفظ دکھانے پر مبلغ ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

اب آپ ایسی حدیث اپنے استاذ سے لکھوا لاؤ یا شیعہ مذہب کا سچا ہونا اور غیر مقلدوں کے مذہب کا جھوٹا ہونا مان لو کہ ساری دنیا کے غیر مقلد ایک حدیث نہیں دکھا سکے۔ میں نے کہا ہم کیوں حدیث دکھائیں؟ جو یہ زائد کلمات کہتے ہیں وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ ہمیں منع کی حدیث سنانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سوال تو محض دھوکا ہے۔ فرمایا پھر رفع یدین تم کرتے ہو اور حدیث ہم سے منع کی مانگتے ہو، یہ بھی ایسا ہی دھوکا ہے۔ پھر فرمایا دیکھو قرآن پاک کی پہلی سورت فاتحہ ہے۔ اس کا

نام ام القرآن ہے اور اسی پر زیادہ جھگڑے ہیں۔ کوئی فاتحہ علی الطعام (یعنی کھانے پر فاتحہ دلانا) پر لڑتا ہے اور کوئی فاتحہ خلف الامام پر (یعنی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے ضروری ہونے)۔ جبکہ سورہ فاتحہ میں بنیادی طور پر دو ہی مسئلے ہیں۔ مسئلہ توحید اور مسئلہ تقلید۔ فاتحہ علی الطعام والوں کو توحید اچھی نہیں لگتی اور فاتحہ خلف الامام والوں کو تقلید اچھی نہیں لگتی۔ یعنی فاتحہ کے ماننے کو دل کسی کا بھی نہیں چاہتا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ اگر تمہارا مناظرہ فاتحہ علی الطعام والوں سے ہو جائے تو آپ ان سے سوال کریں گے کہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کی حدیث لاؤ یا ان کو بھی سوال کا حق دیں گے کہ ساری دنیا کے غیر مقلدین مل کر صرف ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کر دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص ایصال ثواب کی نیت سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ خاص منع کا لفظ دکھانے پر ہم ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ مجھ سے فرمایا، جاؤ ایسی حدیث لے آؤ۔ اس پر میں نے کہا کیوں؟ جب کھانے پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو دلیل بھی وہ لائیں۔ ہم سے منع کی دلیل کیوں مانگتے ہیں۔ فرمایا پھر امام کے پیچھے تم فاتحہ پڑھتے ہو یا ہم؟ میں نے کہا ہم، فرمایا پھر ہم سے منع کی حدیث کیوں مانگتے ہو۔ کیا شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح تمہارے خریدنے کے باٹ اور، بیچنے کے باٹ اور ہیں؟ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد نہیں کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو تمہیں اپنے لئے پسند ہو۔

دلیل خاص کا مطالبہ

فرمایا مدعی سے بھی دلیل کا مطالبہ تو کیا جاسکتا ہے مگر دلیل خاص کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا۔ یہ تو کافروں کا طریقہ تھا کہ وہ ان معجزات کو کافی نہیں سمجھتے تھے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ فرمائشی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے اپنی طرف سے شرطیں لگا لگا کر۔ پھر اگر فرمائشی معجزہ نہ دکھایا گیا تو وہ یہ پراگندہ کرتے

تھے کہ سرے سے کوئی معجزہ دکھایا ہی نہیں گیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی آئے اور کہے کہ میں بہت گنہ گار ہوں، ساٹھ سال عمر ہو گئی ہے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ آج توبہ کرنے آیا ہوں۔ آپ مجھے مکمل نماز کا طریقہ سکھادیں مگر میری صرف ایک شرط ہے کہ نمازوں کی رکعات بھی قرآن سے دکھائیں، ثنا بھی، تشہد بھی، درود شریف کے الفاظ بھی صرف قرآن سے دکھائیں، کیونکہ میں خدا کی عبادت صرف خدا کی کتاب کے مطابق کرنا چاہتا ہوں اور کسی کو نہیں مانتا تو کیا آپ اس کو یہ سب چیزیں قرآن پاک سے دکھادیں گے؟ اگر نہ دکھا سکیں اور وہ یہ کہے کہ قرآن سے نماز نہیں سکھا سکے تو ٹھیک ہے مگر یوں کہے کہ ان مسائل کا کوئی ثبوت نہیں دے سکے تو یہ بات غلط ہے۔ اسے کہتے ہیں دلیل کو خاص کرنا۔ اگر کسی عدالت کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے تو وہ عدالت ساری عمر میں ایک مقدمہ کا بھی فیصلہ نہ کر سکے۔ مثلاً عدالت مدعی سے گواہ مانگے گی۔ مدعی جو گواہ بھی پیش کرے، آپ کو اس پر جرح کا پورا حق دے گی مگر آپ کو گواہ خاص پر ضد کرنے کی اجازت نہیں دے گی کہ مدعی نے زید کو گواہ بنایا۔ عدالت آپ سے کہے گی کہ اس پر جرح کرو۔ آپ کہیں کہ میں اس کو گواہ ہی نہیں مانتا۔ ملک کا صدر یا وزیر اعظم گواہی دے تو میں مانوں گا تو کیا کوئی عدالت اس غلط اصول پر چل سکے گی۔

ایمان نبیؐ پر یا شرط پر؟

حضرت نے مزید فرمایا جیسے کافر ایمان نبی پر نہیں اپنی فرمائش پر رکھتے تھے اسی طرح تمہارا حال بھی ہے۔ تم یہ بات دل سے نکال دو کہ تمہارا ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ ہرگز نہیں۔ تمہارا ایمان صرف اپنے استاد کی شرط پر ہوتا ہے۔ جس طرح کافر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے کہلوا دو یا اللہ تعالیٰ سے کروا دو تو ہم مان لیں گے ورنہ نہیں۔ اسی طرح آپ کے استاد آپ کو ایک عبارت لکھ دیتے ہیں کہ بعینہ یہ الفاظ اللہ کے نبیؐ سے کہلوا دو تو ہم مان

لیں گے ورنہ اس سے پہلے جو آپؐ نے از خود فرمایا ہے وہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔
اب میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ بات تو مولانا بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ ہمیں کوئی سو حدیث بھی سنادے ہم اس پر توجہ ہی نہیں دیتے بلکہ بیکار سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمارے استاد نے جو لفظ مانگا ہے وہ حضورؐ نے کیوں نہیں فرمایا۔ یہ تو گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دینا ہے کہ حضرت آپ کو کوئی مسئلہ بتانا ہو تو الفاظ ہم سے بنوا لینا اور شرط بھی ہم سے پوچھ لینا کیونکہ اگر آپ نے ہماری شرط کے مطابق ہمارا ہی لکھا ہوا فقرہ بیان نہ فرمایا تو ہم ہرگز آپ کی بات نہیں مانیں گے۔

ایک سوال

میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ بھی کوئی سوال ایسا بنا سکتے ہیں کہ اس میں صرف حدیث کا مطالبہ ہو اور ساتھ انعام کا بھی وعدہ ہو اور ہمارے استاد بھی اس طرح کی حدیث پیش نہ کر سکیں بلکہ اس سوال کو دھوکا کہنے پر مجبور ہوں، جیسے آپ ان کے سوالات کو دھوکا فرما رہے ہیں۔ مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا دھوکا بھی اچھی چیز ہے کہ ہم بھی شروع کر دیں، میں نے کہا مجھے دھوکا سمجھانے کے لئے آپ ضرور کوئی سوال لکھ دیں تو حضرت نے اسی اشتہار کے دوسری طرف سوال لکھا کہ آپ اپنی ہی شرط کے موافق ایک ہی حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش فرمائیں جس سے ثابت ہو کہ دلیل شرعی صرف حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح میں ہی منحصر ہے تو میں آپ کو پچاس ہزار روپے نقد انعام دوں گا۔ اور مولانا نے اس پر دستخط فرما دی۔ ان کے دستخط فرمانے سے میں سوچنے لگا کہ ہمارے استاد صاحب تو ہمیں روز تاکید کرتے ہیں کہ چیلنج پچاس ہزار روپے سے کم کا نہیں دینا مگر دستخط کبھی پانچ پیسے پر بھی نہیں کرنا۔ لیکن مولانا نے پچاس ہزار روپے پر بلا جھجک دستخط فرما دئے ہیں۔

واپسی

اب میں وہ اشتہار لے کر اٹھا۔ واپس آیا تو استاد جی بڑی بے قراری سے گیٹ پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں واپس پہنچا تو پوچھا کوئی ہمارے اشتہار کو ہاتھ لگاتا ہے۔ میں نے کہا حضرت آج تو بہت بری طرح ہاتھ لگایا اور انہوں نے بھی ایک حدیث کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر آپ لکھ دیں تو وہ پچاس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ انہوں نے دستخط بھی کر دی ہے۔ استاد جی نے سوال کی ایک سطر پڑھتے پڑھتے پورے زور سے تین مرتبہ پسینہ صاف فرمایا۔ استاد کو پسینہ میں غرق دیکھ کر سوال کے وزن کا اندازہ مجھے بھی ہو رہا تھا۔ ادھر اللہ کی طرف سے میری ہدایت کا وقت آن پہنچا تھا۔ استاد جی کے منہ سے سوال پڑھتے ہی پہلا جملہ یہ نکلا بیٹا یہ شرطیں دھوکے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔ یہ سنتے ہی میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ میں نے کہا حضرت دھوکا اور دین میں اور وہ بھی قرآن وحدیث کے نام پر۔ میں نے کہا استاد جی یہ تو آج مولانا نے سمجھایا ہے کہ نبی پر تمہارا ایمان نہیں۔ تمہارا ایمان محض استاد کی جعلی شرطوں پر ہے اور آج آپ نے خود ہی ان شرطوں کو دھوکا فرما دیا۔ تو ہم تو کہیں کے بھی نہ رہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ایک اور سوال

استاد صاحب کی درسگاہ میں تپائی پر استاد صاحب کی کتابیں کاپیاں وغیرہ میں ہی رکھا کرتا تھا۔ ان میں دو موٹی موٹی کاپیاں تھی۔ ایک پر لکھا تھا "تقریر صحیح بخاری شریف از علامہ انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند" دوسری پر لکھا تھا "تقریر ترمذی شریف از سید حسین احمد مدنی صدر مدرس دار العلوم دیوبند" ایک دن

میں نے استاد جی سے پوچھا تھا کہ استاد جی آپ ان مشرکوں کی کاپیاں اپنے پاس کیوں رکھتے ہیں۔ (اس زمانہ میں علمائے احناف کو مشرک کہنا ہمارے ہاں بہت بڑی نیکی اور استاد محترم کو خوش کرنے کا بہت بڑا ذریعہ تھا)۔ استاد محترم اس پر بہت خوش ہوئے اور خوب شاباش دی۔ استاد جی نے فرمایا بیٹا مسائل میں ہمارا ان کے ساتھ اختلاف ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو علم سے بہت نوازا ہے۔ ہم ان کی کاپیاں پڑھے بغیر نہ بخاری پڑھا سکتے ہیں نہ ترمذی۔ آج وہ بات میرے ذہن میں ابھر آئی۔ میں نے پوچھا استاد جی آپ دھوکا ان لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کی کاپیاں پڑھے بغیر آپ بخاری اور ترمذی نہیں پڑھا سکتے؟ استاد جی نے یہ بات سن کر فرمایا جاؤ دفع ہو جاؤ اب وہاں نہ جانا۔ میں نے کہا استاد جی آپ حدیث تو لکھ دیں میں انعام لے کر آتا ہوں۔ استاد جی نے ایک تھپڑ مارا کہ جاؤ بیٹھو۔

دوبارہ جانا

اب عصر کے بعد میں دوبارہ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات تو کنفرم ہو گئی کہ یہ سوالات محض دھوکا ہیں۔ لیکن یہ فرمائیے کہ آپ لوگ حدیث کے مقابلہ میں امام ابوحنیفہ کے اقوال کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضرت نے مجھے مطالعہ کے لئے اعلاء السنن عنایت فرمائی جس کے ساتھ اردو ترجمہ بھی تھا۔ اب میں جب احادیث پڑھتا تھا تو حیرانی ہوتی تھی کہ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے جو ہم روزانہ بولتے ہیں۔ اب میں اپنے استاد جی سے پوچھتا کہ استاد جی ان سب احادیث کو جو اعلاء السنن میں لکھی ہیں آپ کیوں نہیں مانتے اور ان پر عمل کرنے والوں کو آپ اہل الرائے کیوں کہتے ہیں؟ اور اس کتاب کا کوئی مکمل جواب کسی غیر مقلد عالم نے لکھا ہو تو مجھے بتائیں میں اس کا بھی مطالعہ کروں مگر پورے تجسس کے بعد بھی یہی پتہ چلا کہ اس کے جواب سے ساری دنیائے غیر مقلدیت عاجز ہے۔ میں اس کتاب اعلاء

السنن کا وہاں مدرسہ میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا تو استاد جی سخت ناراض ہوتے بلکہ ایک دو دفعہ میری پٹائی بھی کی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اہل حدیث حدیث کے اتنے دشمن کیوں ہیں؟ میں کہتا آپ مجھے احادیث کیوں نہیں پڑھنے دیتے؟ وہ بس ایک ہی رٹ لگاتے کہ یہ حدیث کی کتاب تم ہمارے مدرسے میں کیوں لائے؟ میں نے ایک دن دیوار پر خوشخط یہ حدیث لکھ دی کہ آپ ﷺ سے متواتر حدیث میں ہے اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر (کہ فجر کی نماز روشن کر کے پڑھو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے)۔ پوری مسجد میں شور مچ گیا یہ حدیث کس نے لکھی؟ کیوں لکھی؟ مار نکالو اس کو۔ اگلے دن میں نے دیوار پر یہ حدیث لکھ کر لگا دی ابردوا بالصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم (کہ ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے)۔ اس پر میری جواب طلبی ہوئی کہ تم شرارتیں کیوں کرتے ہو۔ اگلی نماز سے پہلے میں نے دیوار پر یہ حدیث لگا دی فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد (ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے)۔ میں یہ اندازہ لگا تا تھا کہ ان لوگوں کو جتنا بغض حدیث سے ہے، کسی اور چیز سے نہیں۔

تیسری بار

پھر میں مولانا کے پاس گیا، پوچھنے لگے تقلید شخصی کو کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا شرک۔ فرمایا جتنے محدثین کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے وہ سب مشرک ہیں؟ میں نے کہا بلاشک۔ فرمایا پھر تو صحاح ستہ والے بھی مشرک ہوگئے۔ تم بلوغ المرام پڑھتے ہو، ابن حجر شافعی بھی مشرک ہوئے۔ تم نسائی پڑھتے ہو وہ بھی امام شافعیؒ کے مقلد ہے، اسلئے وہ بھی مشرک ہوگئے۔ اب میں استاد صاحب کے پاس آیا۔ میں نے پوچھا کہ کسی محدث یا مسلم مورخ نے محدثین کے حالات میں کوئی کتاب "طبقات غیر مقلدین" کے نام سے لکھی ہو تو وہ دکھائیں۔ استاد صاحب ناراض ہوگئے کہ تم بس شرارت کرتے ہو اور

طلباء کو "اعلاء السنن" سے حدیثیں سناتے ہو اور مسجد کی دیوار پر حدیثیں لکھ لکھ کر لگاتے ہو۔ ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حدیثیں سنانے اور لکھنے سے باز آؤ ورنہ مدرسے سے نکل جاؤ۔ ہمارے پاس "طبقات غیر مقلدین" نامی کوئی کتاب نہیں۔ میں پھر حضرت کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ انگریز کے دور سے پہلے کے پاک و ہند میں غیر مقلدین کی کوئی مسجد، کوئی مدرسہ، کوئی قبر، کوئی ترجمہ قرآن، کوئی ترجمہ حدیث ہو تو دکھاؤ، کوئی نماز کی مکمل کتاب ہو وہ لاؤ۔ اب جب میں نے استاد جی سے یہ پوچھا تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ غصے میں بولے تمہیں شرارت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔

لطیفہ

ایک دن نسائی کا سبق تھا اور مسئلہ قرائۃ خلف الامام کا۔ میں بھی سبق میں بیٹھا مگر کتاب ہاتھ میں نہیں لی۔ استاد جی نے پوچھا، کتاب کہاں ہے؟ میں نے کہا کمرے میں۔ فرمایا لایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا وہ تو مشرک کی لکھی ہوئی ہے، میں کیوں ہاتھ لگاؤں۔ استاد جی نے بل تو کھائے مگر خاموش رہے۔ امام نسائیؒ نے باقاعدہ باب باندھا ہے باب تاویل قوله تعالى واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون اور پھر حدیث لائے ہیں اذا قرا فانصتوا گویا خدا اور رسول دونوں کا حکم ہے کہ امام جب قراءت کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔ یہ آیت اور حدیث استاد صاحب کے خلاف تھی۔ استاد صاحب اس حدیث کو شہید کرنے پر تل گئے۔ فرمایا ابو خالد احمر مدلس ہے، یہ حدیث جھوٹی ہے۔ ابو خالد احمر کا کوئی متابع دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔ میں نے علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے بات کی وہ بھی کوئی متابع نہ دکھا سکے۔ میں نے آٹھ دس مناظرے کئے ہیں کوئی ماں کا لعل جواب نہیں دے سکا۔ میں تو مطالعہ کر کے بیٹھا تھا، دل ہی دل میں استاد جی کی اس جرات پر شرمسار ہو رہا تھا مگر زبان سے خاموش تھا کہ استاد صاحب کی نظر عنایت مجھ پر ہوئی۔ فرمایا او حنفی! خالد کا

کوئی متابع ہے ؟ (حالانکہ میں ابھی حنفی نہیں ہوا تھا)۔ میں نے کہا استاد جی! آپ اوپر کو منہ اٹھا کر بیٹھے ہیں اس طرح متابع کیسے نظر آئے گا۔ ذرا آنکھیں کتاب پر لگائیں تو اسی کتاب میں اس کا متابع محمد بن سعد انصاری موجود ہے اور میں نے اٹھ کر اس پر انگلی رکھ دی۔ اب تو استاد صاحب غصے میں گالیوں پر اتر آئے۔ میں نے آہستہ سے تسبیح نکال کر پاس رکھ دی۔ فرمایا یہ کیا؟ میں نے عرض کیا آپ کو جو گالیوں کی تسبیح پڑھنی ہو وہ پڑھ لیں پھر مجھے بتائیں کہ آخر آپ کو سامنے رکھی ہوئی کتاب میں یہ متابع نظر کیوں نہیں آیا؟ بس پھر تو لاٹھی سے پٹائی شروع ہوگئی اور مجھے مدرسے سے نکال باہر کیا گیا۔ اب میں اعلاء السنن اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب محدث فیض پوری کی کتاب ستہ ضروریہ، الدلیل المبین وغیرہ کا مطالعہ کرتا، لیکن ابھی ذہن سے غیر مقلدیت نکل نہیں رہی تھی۔ کوئی فقہ کا مسئلہ دیکھتا، اس کے لئے حدیث کی تلاش میں بھاگتا۔ کئی ماہ بعد پھر ذہن نے پلٹا کھایا۔ اب اگر کوئی آیت یا حدیث پڑھتا تو ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ اس کا جو مطلب ذہن میں آیا ہے وہ مرزا قادیانی کی طرح نیا ہی ہے یا علماء اور اسلاف نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے؟ تو اب خود رائی اور خود بینی کی بیماری ذہن سے نکلی اور غیر مقلدیت کا روگ دل سے رخصت ہوا اور میں اہل سنت والجماعت حنفی مسلک پر جم گیا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس مسلکِ حقہ پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔



ایک

یادگار

ملاقات

☆ایک یادگار ملاقات☆

کراچی کے سفر میں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو اپنا نام مرزا وحید بیگ بتا رہے تھے۔ وہ اصل میں پنجابی ہیں مگر عرصہ دراز سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ انہوں نے اپنی سرگزشت یوں بیان فرمائی کہ میں یہاں سے ایف۔ اے کر کے امریکہ گیا تھا۔ ایک سال اس حال میں گزارا کہ دونوں عیدیں اور چند اور نمازیں بھی پڑھیں۔ آخری عید نماز میں دو تین ساتھیوں سے ملاقات ہوئی جو تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے میرا ایڈریس نوٹ کیا پھر مجھ سے مسلسل رابطہ رکھا۔

زندگی میں تبدیلی

ان حضرات کی صورت اور سیرت شریعت محمدیہ کی ترجمان تھی۔ ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے مجھے بھی اسلامی زندگی کا احساس ہوا۔ میں نے تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگانا شروع کر دیا۔ مجھے ایک عجیب ذہنی سکون اور قلبی راحت محسوس ہوئی اور الحمد للہ میں نماز روزے کا پابند بن گیا۔ حرام حلال کا امتیاز کرنے لگا۔ اپنے وقت اور مال سے کچھ حصہ دین سیکھنے اور اس کی تبلیغ کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ بیوی بچوں دوست احباب سب پر محنت کی اور ایک پر سکون دینی ماحول بن گیا اور میری زندگی کے پورے چار سال اسی طرح گزرے۔ میں نے اور میری بیوی نے گزشتہ زندگی کی چھوٹی ہوئی نمازوں کو قضا کیا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں جو کوتاہیاں ہوتی تھیں، شرعی مسائل پوچھ کر ان کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ندامت اور توبہ کا شغل اختیار کیا۔ فضائل اعمال تعلیم الاسلام اور بہشتی زیور خرید کر روزانہ ان کی تعلیم کرنے اور عمل میں اضافہ کی حتی المقدور کوشش کرتے رہتے۔

ایک اور تجربہ

چار سال کے بعد ایک عید کے موقعہ پر ہی دو تین نوجوانوں نے مجھے آ گھیرا۔

بڑی گرمجوشی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرے دینی جذبات اور کوششوں کی تعریف کی۔ اگرچہ ان نوجوانوں کے چہرہ پر نہ شرعی ڈاڑھی تھی نہ ان کا لباس شرعی انداز کا تھا لیکن وہ دین سے لگاؤ اور محبت کا ذکر اس جوش سے کرتے تھے کہ ان کا گرویدہ ہو گیا۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو گیا۔ اسی نیت سے کہ ان کے جذبہ کی قدر کر کے ان کو شرعی صورت وسیرت اور شرعی لباس اور احکام پر آسانی سے آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ میں ان کے ہاں گیا۔ ان کے پاس اسلامی کتابوں کی ایک لائبریری تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ لوگوں کا دین انڈیا سے آیا ہے اور ہمارا مکہ مدینہ سے اور یہ کہتے ہوئے ایک کتاب "صلوۃ الرسول" مصنف مولانا محمد صادق سیالکوٹی مجھے دی کہ اگر مکے مدینے کا دین ماننا ہے تو یہ کتاب پڑھو۔ میں نے یہ کہتے ہوئے کتاب لے لی کہ یہ کتاب تو سیالکوٹ کی ہے نہ کہ مکہ مدینہ کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ اگرچہ سیالکوٹ میں لکھی گئی مگر باتیں مکہ مدینہ کی ہیں۔

پہلا فرق

میں نے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث نے بھی "فضائل اعمال" میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہؐ اور نیک لوگوں کے واقعات ہی ذکر فرمائے ہیں۔ بہت عجیب کتاب ہے۔ میری زندگی میں یہ تبدیلی اسی کتاب کی ہے کہ میں بے نمازی تھا نمازی بن گیا۔ جھوٹ بولتا تھا اس سے توبہ کی۔ حلال حرام کا خیال نہیں کرتا تھا اب پوری کوشش کر کے حرام سے بچتا ہوں۔ میری صورت اور سیرت میں جو اسلامی رنگ ہے یہ اسی کتاب کی برکت ہے۔ انہوں نے فوراً میری بات کاٹتے ہوئے کہا کہ آپ پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ شیخ الحدیث صاحب نے بہت سی باتیں بلا حوالہ نقل کر دی ہیں۔ انہوں نے مجھے کئی مقامات دکھائے جہاں کوئی حوالہ نہ تھا اور پھر "صلوۃ الرسول" دکھا دکھا کر کہہ رہے تھے کہ دیکھو ہر ہر بات باحوالہ ہے۔ دین ہمیشہ باحوالہ اور مستند ہونا چاہیے نہ کہ بے حوالہ اور غیر مستند۔ اس بات میں میں ان کے

سامنے بالکل لاجواب ہو گیا اور واقعی مجھے بڑا دھکا لگا اور خیال ہوا کہ شیخ الحدیث صاحب نے بعض جگہ حوالے کیوں نہیں دئے؟ جناب وحید صاحب نے یہ فرق بتلاتے ہوئے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے اس کا جواب دیں۔ میں نے کہا اس کا جواب حضرت شیخ الحدیث خود دے چکے ہیں۔ فرماتے ہیں: "اس جگہ ایک ضروری امر پر متنبہ کرنا بھی لابدی ہے۔ وہ یہ کہ میں نے احادیث کا حوالہ دینے میں مشکوٰۃ، تنقیح الرواۃ، مرقاۃ، احیاء العلوم کی شرح اور منذری کی ترغیب و ترہیب پر اعتماد کیا ہے اور کثرت سے ان سے لیا ہے اس لئے ان کے حوالہ کی ضرورت نہیں سمجھی۔ البتہ ان کے علاوہ کہیں سے لیا ہے تو اس کا حوالہ نقل کر دیا۔" (فضائل قرآن صفحہ) اس نے اس عبارت کو تین دفعہ پڑھا اور کہنے لگا کہ حضرت نے واقعی بات واضح فرمادی لیکن میں نے بھی پورا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ "صلوۃ الرسول" میں بھی کئی باتیں بلا حوالہ درج ہیں۔ صفحہ ۴۴۹ تا صفحہ ۴۵۴ جو اذکار اور اعمال درج کئے ہیں وہ سب بلا حوالہ ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالرؤف غیر مقلد "صلوۃ الرسول کلاں" کے حاشیہ پر آیت کریمہ کے عمل کا یوں مذاق اڑاتے ہیں: "کیا ایسا بہتر نہیں کہ اس وظیفہ آیت کریمہ کرنے والے کو ایک مچھلی نما صندوق میں بند کر کے کسی دریا یا سمندر میں پھینک دیا جائے تاکہ حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے کا نہ صرف نقشہ ہی کھینچ جائے بلکہ یونس علیہ السلام والی صحیح کیفیت پیدا ہو جائے۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے اکتالیس دن انتظار کی ضرورت نہیں بلکہ چند ہی گھنٹوں میں بفضلہ تعالیٰ ہر قسم کے ہموم و غموم کے بادل چھٹ جائیں گے۔ کسی طرح کی بھی مشکل و مصیبت باقی نہ رہے گی بلکہ سب پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات ابدی حاصل ہوگی۔" اناللہ وانا الیہ راجعون مجھے نہایت تعجب بھی ہے اور افسوس بھی کہ اس قسم کی لایعنی چیزیں اور خرافات ہم سلفیین میں کدھر سے گھس آئیں باللہ علیکم کیا اس قسم کی باتیں اللہ عزوجل کی ذات اقدس سے استہزا کے مترادف نہیں؟ یہ

طریقے کس آیت قرآنی اور کس حدیث نبوی سے ماخوذ ہیں۔" (صلوۃ الرسول محشی ص: ۲۰۰)

غلط حوالے

وہ شخص تو بے حوالہ باتیں اور ان پر تبصرہ پڑھ کر ہی حیران ہو رہا تھا کہ میں نے بتایا کہ صلوۃ الرسول میں تو بہت سے حوالے غلط بھی ہیں۔ دیکھئے "صلوۃ الرسول" ص ۱۳۶ پر زیر عنوان "نماز کے لاثانی محاسن" فضائل کی ۲۲ احادیث نقل کی ہیں اور حوالہ صحاح ستہ کا دیا ہے مگر ان میں سے ۱۳ احادیث ۱، ۵، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۹، ۲۰، ۲۱ کا نشان تک صحاح ستہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالرؤف صاحب ہی لکھتے ہیں "بعض ایسی احادیث بھی ہیں کہ موصوف نے انہیں جن کتب کی طرف منسوب کیا ہے ان کتب میں وہ نہیں پائی جاتیں۔ ۸، ۲۴، ۲۸، ۳۱، ۳۳، ۳۴، ۵۸، ۱۳، ۵۷، ۵۹، ۶۶، ۶۶، ۶۷، ۶۷، ۹۲۰ (صلوۃ الرسول محشی صفحہ ۱۳) یہ بارہ احادیث بھی ایسی ہیں جن کے حوالے غلط ہیں۔ مثال کے طور پر یہ ۲۶ غلط حوالے دئے ہیں ورنہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔ میں نے کہا اس چھوٹی سی کتاب میں غلط حوالوں کی اتنی بھرمار۔ اب تو مرزا وحید بیگ بھی دریائے حیرت میں غرق تھے اور بار بار کہہ رہے تھے کہ یا اللہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں۔

ضعیف احادیث

جناب وحید صاحب نے کہا کہ پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ اکثر باتیں تو شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے بلا حوالہ لکھیں اور جن کا حوالہ دیا ان میں سے بھی اکثر ضعیف جھوٹی اور من گھڑت احادیث لکھ دیں۔ لیکن صلوۃ الرسول میں ایک بھی ضعیف حدیث نہیں ہے۔ وحید صاحب نے بتایا کہ ان کا یہ اعتراض تو واقعی بہت وزنی تھا جس سے میں فضائل اعمال سے دل برداشتہ ہو گیا۔ اس پر میں نے وحید

صاحب سے کہا ان کا اعتراض محدثین کے مسلمہ اصول کے خلاف ہے کیونکہ محدثین کا اصول ہے کہ فضائل اور ترغیب و ترہیب کے باب میں ضعیف احادیث مقبول ہیں۔ خود حضرت شیخ الحدیث نے اس اصول کو بیان فرمایا۔ چنانچہ فضائل نماز کے آخر میں "آخری گزارش" کے تحت فرماتے ہیں: "آخیر میں اس امر پر تنبیہ ضروری ہے کہ حضرات محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور معمولی ضعف قابل تسامح۔ باقی صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو محض تاریخی حیثیت رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجے سے کہیں کم ہے۔" (فضائل نماز صفحہ ۹۰)

ایک جگہ فرماتے ہیں "اگرچہ محدثانہ حیثیت سے ان پر کلام ہے لیکن یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں جس میں دلیل اور حجت کی ضرورت ہو۔ مبشرات اور منامات ہیں۔" (فضائل درود صفحہ ۵۹) میں نے کہا کہ یہ تو حضرت شیخؒ نے لکھا ہے، میں اس کی تھوڑی سی تفصیل اور عرض کر دیتا ہوں۔ جس طرح سارے حساب کا خلاصہ دو ہی قاعدے ہیں جمع اور تفریق۔ حدیث کی سند کے راویوں میں بھی بنیادی طور پر دو ہی باتیں دیکھی جاتی ہیں۔ حفظ اور عدالت۔ کہ اس کا حافظہ اچھا ہو اور وہ نیکو کار ہو فاسق فاجر نہ ہو۔ اگر راوی میں ضعف حفظ کی وجہ سے ہے تو اس کو محدثین ضعف قریب کہتے ہیں کیونکہ متابعت یا شواہد سے ختم ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دیا ہے۔ وجہ یہ ہی بتائی ہے کہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے گی۔ اسی سے محدثین نے یہ اصول بنا لیا کہ اگر ایک حدیث کی دو سندیں ہوں اور دونوں میں ایک راوی ایسا ہو کہ جس کا حافظہ کمزور ہو تو دونوں سندیں مل کر وہ حدیث صحیح مانی جائے گی۔ اسی لئے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ بہت جگہ یہ تحریر فرما دیتے ہیں کہ "یہ مضمون بہت سی روایات میں آیا ہے" تاکہ معلوم ہو جائے کہ شواہد اور متابعات کی وجہ سے مقبول ہے۔ اب ان

روایات کو رد کرنا گویا قرآنی اصول کا انکار کرنا ہے۔ تو اعتراض حضرت رحمہ اللہ کی بجائے قرآن پاک پر کرنا چاہیے۔ اور اگر راوی عادل نہ ہو تو اس کو ضعف شدید کہتے ہیں۔ اس نے احکام میں اس کی روایت حجت نہیں ہوتی یہ احکام سے متعلق ہے ہر فضائل اور تاریخ میں سرے سے عدالت ہی شرط نہیں۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے: حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج (بخاری جلد ۱/ صفحہ ۴۹۱ // ترمذی جلد ۲/ صفحہ ۱۰۷) بنی اسرائیل سے روایت کرو کوئی حرج نہیں۔ آپ سوچیں کہ جب ترغیب و ترہیب کے واقعات کافروں تک سے روایت کرنے کی اجازت ہے تو یہ غیر عادل مسلمان راوی کیا ان یہود سے بھی بدتر ہے؟ ہرگز نہیں۔ بالخصوص جبکہ کئی طریقوں سے مروی ہو اس کے بیان میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں احکام میں ایسے راویوں کی روایت حجت نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جو روایات لی ہیں وہ قرآن پاک، احادیث نبویہ، اور محدثین کے اصولوں کے عین مطابق لی ہیں اور سب محدثین نے فضائل میں یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے مقدمہ مسلم جلد ۱/ صفحہ ۲۱ اور شیخ ابن تیمیہ نے فتاویٰ جلد ۱۸/ صفحہ ۶۸۔۶۵) پر توضیح فرمائی ہے کہ فضائل میں ضعاف مقبول ہیں۔

دوسرا رخ

پھر میں نے کہا آپ ہوں گے یہ سن کر کہ صلوۃ الرسول میں نہ صرف فضائل میں بلکہ احکام میں بھی ضعیف احادیث کی بھرتی کی گئی ہے۔ مولوی عبدالروف صاحب نے نمبر وار ۸۳ احادیث کی نشاندہی کی ہے جو نہایت ضعیف احادیث ہیں ۱۰،

۱۳، ۱۴، ۱۹، ۲۲، ۳۳، ۵۲، ۵۳، ۵۶، ۶۶، ۷۳، ۸۵، ۸۸، ۱۰۷، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۵۳، ۱۵۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳،

۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۱۷۲، ۱۷۳، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۳۱،

۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۹۳، ۲۹۴، ۳۱۳، ۳۱۵،

۳۱۹، ۳۳۳، ۳۳۸، ۳۵۹، ۳۶۱، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۸۵، ۵۲۱، ۵۳۳، ۵۳۵، ۵۵۱،

۵۵۶، ۵۶۵، ۵۶۸، ۵۸۳، ۵۸۶، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۵۳، ۶۶۰، ۶۶۳، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۷۳، ۶۷۹، ۶۸۳، ۶۹۳، ۶۹۵، ۶۹۹، ۷۰۳، یہ تمام احادیث انتہائی ضعیف ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں: "دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت" جب میں نے یہ تفصیل سنائی تو جناب وحید صاحب بہت پریشان ہوئے اور سٹپٹائے کہ الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟ "ہاتھی کے دانت کھانے کے، دکھانے کے اور"

شرک ہی شرک

پھر مجھے انہوں نے بتلایا کہ یہ تبلیغی نصاب تو سارا شرک سے بھرا ہوا ہے۔ فضائل صدقات، فضائل درود اور فضائل حج میں ایسے واقعات ہیں جو واقعتاً شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ کچھ دن تو میں پریشان رہا کہ یہ کتاب ساری دنیا میں پھیل چکی ہے، ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں اس نے انقلاب پیدا کر دیا ہے، سینکڑوں علماء نے بھی اسے دیکھا ہے۔ مگر کسی مفتی، محدث، اور فقیہ کی نظر یہاں تک نہیں گئی جہاں تک ان کلرکوں کی پہنچ گئی ہے۔ مگر ان واقعات کی کوئی تاویل مجھے بھی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ آخر نہ صرف یہ کہ میں نے تبلیغی جماعت کو چھوڑ دیا بلکہ ان کا سخت مخالف ہو گیا کیونکہ میرے علم کے مطابق یہ لوگ شرک کے مبلغ تھے اور ان کی نمازیں بھی غلط در غلط تھیں۔ اب میرے نزدیک نماز، روزے، حج اور جہاد سے بلکہ سب سے بڑی نیکی تبلیغی جماعت کی مخالفت تھی۔ گھر میں، بازار میں، دفتر میں، مجالس میں، مساجد میں، میرا یہی جہاد ہے کہ یہ جماعت، توحید کی نہیں شرک کی داعی ہے اور اسلام کی نہیں حنفیت کی پرچارک ہے۔ اگرچہ اب مجھ میں جماعت اور تکبیر اولیٰ کی پابندی کا کوئی ذوق نہیں۔ حلال حرام کی بھی زیادہ تفتیش باقی نہیں رہی مگر توحید و سنت کا نشہ ہے جس کے بعد ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اپنی نماز کا وہ اہتمام باقی نہیں رہا مگر دوسروں کو مشرک اور بے نمازی کہنے کا ذوق بہت بڑھ گیا ہے۔ اپنی

اصلاح کی بھی خاص فکر نہ رہی کیونکہ ان سب سے مقدم اس ساری دنیا کو شرک سے بچاتا ہے جن کو فضائل اعمال کے مطالعہ نے مشرک بنادیا ہے۔ اگرچہ دنیا میں مجھے اس میں خاص کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ دو سال کی محنت شاقہ سے میں بمشکل دو کلرکوں کو تبلیغی جماعت سے کاٹ سکا ہوں جبکہ ہزاروں نئے آدمی اس جماعت سے جڑ گئے ہیں لیکن آخرت میں اللہ تعالیٰ سے پورے پورے اجر کا امیدوار ہوں۔

کرامات

میں نے ان کی تقریر سن کر کہا جن واقعات کی طرف آپ اشارہ فرمارہے ہیں وہ "کرامات" ہیں۔ان کو "خرق عادات" بھی کہتے ہیں یعنی عادت یہ ہے کہ مرد عورت دونوں کے ملاپ سے اولاد پیدا ہو مگر خرق عادت یہ ہے کہ بی بی مریم کو بغیر مس بشر کے بیٹا مل جائے۔ عادت یہی ہے کہ اونٹنی اونٹنی سے پیدا ہو اور خرق عادت یہ ہے کہ اونٹنی پہاڑ سے پیدا ہو۔ عادت یہی ہے کہ سانپ سپنی کے انڈے سے نکلے اور خرق عادت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن جائے۔ عادت یہی ہے کہ آپریشن یا دوا سے جھلی دور ہوجائے اور نابینا دیکھنے لگے اور خرق عادت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیص اور عیسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ لگنے سے بینائی آجائے۔ عادت یہی ہے کہ بیل بیلوں کی طرح آواز نکالے اور بھیڑیا بھیڑیوں کی طرح مگر خرق عادت یہ ہے کہ بیل اور بھیڑیا انسانوں کی طرح کلام کرے۔ ان میں جو باتیں عادت ہیں ان میں کچھ انسان کا بھی اختیار ہوتا ہے لیکن خرق عادت میں اختیار اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور ظہور مخلوق کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ دیکھئے قرآن پاک میں مسیح علیہ السلام کے معجزات مذکور ہیں۔ مسلمان بھی ان معجزات کو برحق مانتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ معجزات عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے مگر یہ سب قدرت خداوندی کا ظہور تھا۔ جب مسلمان ان کو قدرت الٰہی کا ظہور مانتے ہیں تو ان کو ہر ہر معجزہ دلیل توحید نظر آتا ہے۔ لیکن عیسائی ان معجزات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

عادت اور ان کے اختیار سے مانتے ہیں تو انہوں نے ایک ایک معجزہ کو دلیل شرک بنالیا۔ اب ان معجزات سے شرک کشید کر لینا اس میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا قصور تھا نہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ قصور تو عیسائی ذہنیت کا تھا جس نے توحید کو شرک بنا ڈالا۔ بالکل اسی طرح ہم اہل سنت والجماعت جب کرامات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کو خدا تعالیٰ کے علم وقدرت کا کرشمہ یقین کرتے ہیں اس لئے ہمیں ان کرامات میں توحید ہی توحید نظر آتی ہے اور آپ لوگ جب تبلیغی نصاب کا مطالعہ عیسائی ذہن سے کرتے ہیں تو آپ کو وہ کرامات شرک ہی شرک نظر آتی ہیں۔ تو قصور نہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اس نے ان بزرگوں کی عزت افزائی کے لئے اپنی قدرت نمائی کیوں کی اور نہ ہی ان بزرگوں کا۔ قصور تو سارا اس عیسائی ذہنیت کا ہے۔ اگر آپ بھی اس عیسائی ذہنیت سے توبہ کر کے اسلامی ذہن سے مطالعہ کریں تو آپ کو توحید ہی توحید نظر آئیگی۔

یہ ہو ہی نہیں سکتا

اب وحید صاحب بڑے غصے میں تھے کہ ان واقعات میں تو ایسی باتیں ہیں جو ہو ہی نہیں سکتیں۔ بالکل ناممکن ہیں۔ میں نے پوچھا کس سے نہیں ہو سکتا خالق سے یا مخلوق سے ؟ اگر مخلوق سے نہیں ہو سکتا تو بالکل درست مگر اس کو مخلوق کا فعل قرار دینا ہی تو عیسائی ذہنیت ہے اور اگر کہو کہ خالق سے بھی نہیں ہو سکتا تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کا انکار ہے۔ اگر آپ اس کے منکر ہیں اور خالق کی قوت اتنی ہی مانتے ہیں جتنی آپ کی ہے کہ جو آپ سے نہ ہوسکے وہ خدا سے بھی نہیں ہو سکتا تو اپنی توحید کی خیر منائیے اور توبہ کیجئے۔ یہ اللہ والوں کی کرامات کا انکار نہیں یہ تو اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔

جھوٹ ہی جھوٹ

اس پر وحید صاحب نے کہا لوگ اپنے بزرگوں کے لئے غلط اور جھوٹے

واقعات گھڑ لیتے ہیں تو ان کا کیا اعتبار؟ میں نے کہا جھوٹ کہاں نہیں گھڑا گیا؟ لوگوں نے جھوٹے خدا بنائے، جھوٹے نبی بنائے، جھوٹی حدیثیں بنائیں، جعلی کرنسی بنائی تو کیا صرف جھوٹے خداؤں کا ہی انکار کرو گے یا ساتھ ہی سچے کا بھی انکار کرو گے۔ صرف جھوٹے نبیوں کا ہی انکار کرو گے یا سچوں کا بھی انکار کرو گے۔ صرف جھوٹی حدیثوں کا انکار کرو گے یا سچی احادیث کو بھی چھوڑ دو گے۔ صرف جعلی کرنسی سے بچو گے یا اصلی کرنسی بھی گلی میں پھینک دو گے۔ یہاں بھی جھوٹے واقعات کو ماننے کی آپ کو کس نے دعوت دی ہے؟ اور سچے واقعات سے انکار کیوں ہے؟

عقل نہیں مانتی

وحید صاحب نے کہا ایسے واقعات کو کیسے مان لیا جائے؟ ان میں ایسی باتوں کا ذکر ہے جو انبیاء اور صحابہ کے لئے بھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ نبی اور صحابہ کا مقام تو ولی سے بہت بلند ہے۔ یہ بالکل ناممکن ہے کہ ایک "خرق عادت" نبی اور صحابی کے ہاتھ پر تو ظاہر نہ ہو اور کسی ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائے۔ میں نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ آپ نے یہاں "قیاس" شروع کر دیا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو خواب نظر آتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے کہا آتے ہیں۔ میں نے کہا بالکل وہی جو انبیاء کرام اور صحابہ کرام کو آئے یا اور بھی۔ انہوں نے کہا یہاں انبیاء اور صحابہ کا کیا ذکر۔ اللہ تعالیٰ جس کو جو خواب چاہیں دکھادیں۔ میں نے کہا بعض اوقات ایک چھوٹے بچے کو خواب نظر آتا ہے اور صبح بتاتا ہے کہ آج خواب میں، میں نے دیکھا کہ نانا ابو آئے ہیں اور وہ واقعتاً آ بھی جاتے ہیں اور خواب سچا ہو جاتا ہے۔ مگر اس خواب کا کوئی یہ کہہ کر انکار نہیں کرتا کہ گھر کے بڑوں کو یہ خواب نہیں آیا تو ہم کیسے مان لیں کہ بچے کو خواب آ گیا؟ دیکھو حضرت بی بی مریم ولیہ ہیں۔ ان کو بے موسم پھل مل رہے ہیں مگر حضرت زکریا علیہ السلام جو نبی ہیں ان کو نہیں مل رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خاوند، وہ بھی نبی خاوند کے ہوتے ہوئے لڑکی بھی

نہیں دی اور بی بی مریم کو بغیر خاوند کے لڑکا عطا فرما دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ مبارک روزانہ منہ پر پھرتے ہیں مگر بینائی واپس نہیں آئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی صرف قمیص لگنے سے بینائی واپس آگئی۔ جو ہوا سلیمان علیہ السلام کا تخت اٹھائے پھرتی تھی اس ہوا کو یہ حکم نہیں ملا کہ سفر ہجرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لمحہ میں مدینہ پہنچا دے۔ حضرت سلیمان نبی ہیں لیکن تخت بلقیس کا آنا ان کے صحابی کی کرامت ہے۔ تو بھائی یہ اللہ کا اختیار ہے۔ وہ چاہیں تو ہزاروں میل دور بیت المقدس کا کشف ہو جائے۔ جنت دوزخ کا کشف ہو جائے اور نہ چاہیں تو چند میل سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی غلط خبر آئی اور تحقیق نہ ہو سکنے سے آپ نے انکے قصاص کیلئے بیعت لینا شروع فرما دیا۔ وہ نہ چاہے تو کنعان کے کنوئیں میں یوسف علیہ السلام کا یعقوب علیہ السلام کو پتہ نہ چلے اور جب چاہیں تو مصر سے یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو کنعان میں سونگھا دیں۔ میں نے کہا آپ جو ساری دنیا کو مشرک کہہ رہے ہیں اس پر نظر ثانی کریں اور توبہ کریں۔

حنفیوں کی نماز

اب انہوں نے کہا آپ جو نماز پڑھتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ محض اندھی تقلید ہے۔ کیا یہ نماز قبول ہوگی؟ میں نے کہا آپ ایمان داری سے بتائیں کہ آپ کو تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک نماز کے ہر ہر قول اور ہر ہر فعل کی دلیل تفصیلی یاد ہے؟ اگر ہے تو ذرا سنا دیں۔ انہوں نے کہا دو تین مسائل کے علاوہ مجھے کسی مسئلے کی دلیل یاد نہیں۔ میں نے کہا تو آپ کے اقرار سے آپ کی نماز ستانوے فیصد تقلیدی ہے وہ کیسے قبول ہوگی؟ اب وہ پریشان سا ہوا۔ کہنے لگا وہ کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں اور حنفیوں سے حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں اور لاکھوں روپے انعام رکھتے ہیں مگر کوئی حنفی جواب نہیں دیتا۔ میں نے کہا میں بھی دو حدیثیں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ ہی میرا مطالبہ پورا فرما دیں اور

کروڑ روپیہ فی حدیث انعام لے لیں۔

(الف) ایک حدیث ایسی لائیں کہ امام کے پیچھے مقتدی کو ۱۱۳ سورتیں پڑھنی حرام ہیں، صرف ایک سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اس کے پڑھے بغیر مقتدی کی نماز نہیں ہوتی اور اس حدیث کو اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہو۔ کیونکہ اللہ ورسول کے سوا کسی کی بات حجت نہیں۔

(ب) چار رکعت نماز میں آٹھ سجدے ہوتے ہیں۔ آپ نہ سجدوں میں جاتے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور نہ اٹھتے وقت۔ گویا سولہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین نہیں کرتے تو کل اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے اور چار رکعت میں چار رکوع ہوتے ہیں۔ آپ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں۔ یہ آٹھ رفع یدین ہوئی۔ اور پہلی اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے ہیں تو کل دس جگہ رفع یدین ہوئی۔ آپ ایک اور صرف ایک ایسی حدیث پیش فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارہ جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور دس جگہ کرتے تھے اور یہ آپ کا ہمیشہ کا عمل تھا۔ جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور اس حدیث کو اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہو۔ ہم آپ کو انعام بھی دیں گے اور اہل حدیث بھی ہو جائیں گے۔ صرف ایک غیر جانبدار عربی پروفیسر یہ تصدیق کردے کہ واقعی دونوں حدیثوں میں مطلوبہ پانچ پانچ باتیں پائی گئیں ہیں۔ وحید صاحب نے کہا کہ مجھے تو ایسی حدیثیں معلوم نہیں۔ میں اپنے علماء سے ان کا مطالبہ کروں گا۔ اگر میں لے آیا تو آپ کو اہل حدیث ہونا پڑے گا اور اگر نہ لاسکا تو میں اہل سنت والجماعت حنفی بن جاؤں گا۔ میں نے کہا بالکل درست۔ وہ چلا گئے۔

دوسری مجلس

تین دن بعد وحید صاحب آئے اور کہا کہ میں نے تین دن آرام نہیں کیا۔

ایک ایک مولوی صاحب کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ صرف دو مطلوبہ حدیثیں لکھ دو۔ لیکن کسی نے حامی نہیں بھری بلکہ ناراض ہوئے کہ ایسے سوالات ہمارے پاس آئندہ نہ لانا۔ یہ سوالات محض شرارت کے لئے ہیں۔ وحید صاحب کہتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ اگر ایسے سوال آپ کریں تو اس کو آپ عمل بالحدیث کہتے ہیں اور وہ لوگ آپ سے حدیث پوچھ لیں تو اس کو آپ شرارت کہتے ہیں۔ پھر وحید صاحب نے مجھ سے کہا کہ وعدہ کے مطابق تو مجھے اب اہل سنت والجماعت حنفی بن جانا چاہیے مگر میرے ابھی اور بھی اشکالات ہیں۔

سورہ فاتحہ فرض ہے

وحید صاحب نے کہا کہ سورۃ فاتحہ فرض ہے اور مقتدی اگر سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز بالکل نہیں ہوتی۔ میں نے کہا دو آیتیں یا حدیثیں مجھے لکھوا دیں، میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں گا۔ ایک تو یہ کہ مقتدی پر سورۃ فاتحہ فرض ہے اور دوسری حدیث یہ لکھوائیں کہ نماز میں کل فرائض کتنے ہیں؟ آپ کے تمام علماء مل کر یہ دو حدیثیں نہیں دکھا سکتے۔ وحید صاحب! اہل سنت والجماعت کا دین کامل ہے، ان کی فقہ میں فرائض کی پوری تفصیل ہے۔ غیر مقلدین کا دین ناقص ہے۔ یہ بے چارے کسی حدیث سے مکمل فرائض نہیں دکھا سکتے۔ اس نے کہا یہ کیا بات اگر نہ دکھا سکیں تو میں وہ ناقص دین چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا اب تک آپ جو نماز پڑھتے رہے ہیں آپ کو فرائض تک معلوم نہیں چہ جائے کہ اس کے دلائل۔ تو آپ یہ نماز کن کی اندھی تقلید میں پڑھ رہے ہیں۔ تقلید تو آپ کے ہاں شرک ہے تو نماز پڑھ کر آپ نمازی بنتے ہیں یا مشرک؟

کیا رفع یدین سنت ہے؟

انہوں نے کہا اٹھارہ جگہ رفع یدین نہ کرنا سنت ہے اور دس جگہ ہمیشہ رفع یدین کرنا سنت ہے اور حنفیوں کی نماز بالکل خلاف سنت ہے۔ میں نے کہا میں چاہتا

ہوں کہ کامل اہل حدیث ہوں نہ کہ آپ کی طرح ناقص۔ اس لئے یہاں بھی آپ دو احادیث مجھے دکھائیں۔ ایک وہ حدیث جس میں صراحت ہو کہ اٹھارہ جگہ ترک رفع یدین سنت ہے اور دس جگہ رفع یدین کرنا سنت ہے اور دوسری وہ حدیث دکھائیں کہ چار رکعت نماز میں کل کتنے اقوال سنت ہیں تاکہ پتہ چلے کہ آپ کا دین کامل ہے یا ناقص؟ اس نے کہا کہ مجھے تو ایسی حدیث یاد نہیں۔ میں نے کہا بڑی حیرت ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو آپ مشرک اور بے نماز کہتے نہیں تھکتے اور اپنی نماز سے اتنے غافل ہیں کہ نہ نماز کے فرائض کی حدیث یاد ہے نہ نماز کی سنتوں کی حدیث یاد ہے۔ قیامت کو حساب پوری نماز کا ہوگا یا صرف ایک فرض اور ایک سنت کا؟ اپنے پر رحم کریں اور دوسروں کو بے نمازی کہنے کے بجائے اپنی مکمل نماز حدیث سے ثابت کریں۔

نماز نہیں ہوتی

وحید صاحب نے کہا کہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ میں نے کہا پوری امت شاید کسی غیر ذمہ دار غیر مقلد کو سمجھتے ہیں۔ وحید صاحب آپ کو شاید معلوم نہیں کہ آپ کے علماء نے اس مسئلہ میں ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ سنئے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "ہم نے اہل اسلام میں سے کسی سے نہیں سنا جو یہ کہتا ہو کہ جب امام جہر سے قراءت کرتا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے قراءت نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔" فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ ہیں اور یہ امام مالک ہیں اہل حجاز میں، یہ امام ثوری رحمہ اللہ ہیں اہل عراق میں، اور یہ امام اوزاعی ہیں اہل شام میں، اور یہ امام لیث ہیں اہل مصر میں، ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور اسکا امام قراءت کرے اور مقتدی قراءت نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔ (مغنی ابن قدامہ جلد ۱/ صفحہ: ۶۰۲)

مزید سنئے "امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر دور قریب کے محقق علمائے اہل حدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعوی نہیں کیا گیا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے۔ اس لئے آج بعض حضرات نے جو قدم اٹھایا ہے اسے پیش قدمی نہیں کہا جا سکتا پھر (جبکہ) جماعت کے نامور اور ذمہ دار حضرات میں بھی ان کا شمار نہیں ہوتا۔" (توضیح الکلام جلد:۱/ صفحہ:۴۲)

مزید سنئے ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں: "فاتحہ نہ پڑھنے والے پر تکفیر کا فتوی یا اس کے بے نمازی ہونے کا فتوی امام شافعی رحمہ اللہ سے لے کر مولف خیر الکلام تک کسی نے نہیں دیا کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نمازی ہے۔ کافر ہے "۔ (توضیح الکلام جلد ا صفحہ:۱۵) نیز ایک اور جگہ تحریر کرتے ہیں "ہمارا تو مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فروعی اختلافی ہونے کی بنا پر اجتہادی ہے پس جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری اپنی تحقیق پر عمل کرلے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔" (خیر الکلام از حافظ محمد گوندلوی صفحہ ۴۲ و توضیح الکلام از ارشاد الحق اثری جلد:۱/ صفحہ:۳۵)

جب میں نے یہ تحریریں خود غیر مقلد علماء کی نکال نکال کر دکھائیں تو وحید صاحب بار بار ان اردو عبارات کو پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اہل حدیث مذہب بھی عجیب ہے۔ تقریروں میں رات دن ہمیں کہتے ہیں کہ یہ سب حنفی بے نمازی ہیں مگر تحریروں میں اس طرح کہنے والوں کو غیر محقق اور غیر ذمہ دار قرار دے رہے ہیں۔ اس سے تو یہ بات سمجھ میں آرہی ہے کہ ان لوگوں کا کوئی ٹھوس مسلک نہیں، محض اہل سنت والجماعت سے ضد ہے۔ اپنے گھر بیٹھ کر خوب ضد کو ظاہر کیا۔ ان کو بے نماز اور مشرک تک کہا۔ جہاں اہل سنت سے آمنا سامنا ہوا تو ہتھیار ڈال دئے اور اپنے سارے فرقے کو غیر محقق اور غیر ذمہ دار قرار دے دیا۔ گویا یہ فرقہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے۔

خدا جھوٹ سے بچائے

وحید صاحب نے کہا لیکن ضد اور جھوٹ تو حنفیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ دیکھو پہلے حنفی ضد نہیں کرتے تھے لیکن آج کل کے حنفی تو نہ قرآن حدیث کو مانتے ہیں اور نہ فقہ حنفی کو۔ پھر وہ رٹا ہوا سبق دہرانے لگے دیکھئے ہدایہ میں لکھا ہے کہ پگڑی پر مسح جائز ہے۔ (جلد:۱ صفحہ ۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نماز فجر کے سلسلہ میں دوام غلس کا تھا۔ (جلد:۱ صفحہ ۲۷) اذان میں ترجیع ثابت ہے۔ (جلد:۱ صفحہ ۲۹۲) حضرت مرزا مظہر جان جاناں ہمیشہ سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے۔ (جلد:۱ صفحہ ۳۹۱) ایک رکعت وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ (ہدایہ جلد:۱ صفحہ: ۵۲۹) ابن ہمام نے کہا کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کی حدیث صحیح ہے۔ (جلد:۱ صفحہ ۵۳۰) لیکن آج کل کے حنفی محض اہل حدیث کی ضد میں ان ہدایہ کے مسائل پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ آپ نے جو ہدایہ کے حوالوں میں باقاعدہ جلد اور صفحہ بھی بتایا ہے وہ سب حوالے بالکل جھوٹے ہیں۔ ہدایہ میں تو ان کے خلاف لکھا ہے۔ (۱) لایجوز المسح علی العمامۃ (جلد:۱ صفحہ ۳۰) پگڑی پر مسح جائز نہیں۔ (۲) یستحب الاسفار بالفجر لقولہ علیہ السلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر مستحب ہے کہ نماز روشنی میں پڑھی جائے اس لئے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب روشن کرکے نماز پڑھو اس میں زیادہ اجر ہے۔ (۳) لاترجیع فی المشاہیر احادیث مشہورہ میں ترجیع نہیں ہے۔ (جلد:۱ صفحہ ۲۱۰) (۴) صاحب ہدایہ کا وصال سنہ ۵۹۰ھ میں ہوا جبکہ مرزا مظہر جان جاناں ۱۱۱۱ھ میں فوت ہوگئے تو چھ سو سال پہلے کی کتاب میں ان کا سینے پر ہاتھ باندھنا کیسے لکھا گیا؟ جبکہ آپ لوگ تو کرامات کو بھی شرک مانتے ہیں۔ (۵) ہدایہ میں تو ہے حکی الحسن اجماع المسلمین علی الثلاث امام بصری رحمہ اللہ نے سب مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ وتر تین ہیں۔ (۶) شیخ ابن ہمام نے ۸۶۱ھ میں وصال فرمایا جبکہ صاحب ہدایہ ۵۹۰ھ میں وصال فرما چکے تھے تو اپنی پیدائش سے تین سو سال قبل ہی

ہدایہ میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا مسئلہ کیسے لکھ گئے؟ آخر آپ لوگ عقل کے پیچھے کیوں لٹھ لئے پھرتے ہیں؟ وحید صاحب نے کہا کہ یہ حوالے ہمارے مولوی محمد یوسف جے پوری نے حقیقت الفقہ میں لکھے ہیں۔ اگر یہ مسائل میں اصل عربی ہدایہ سے نہ دکھا سکا تو پھر اہل حدیث کے مذہب کے جھوٹے ہونے میں مجھے ذرہ بھر بھی شک نہیں رہے گا۔ میں نے کہا جیسے پہلے آپ کی خواہش کے مطابق ہم نے دو احادیث مانگیں وہ آپ نہ لا سکے۔ نماز کے مکمل فرائض اور مکمل سنتیں حدیث سے نہ دکھا سکے۔ اب فقہ پر ایک ہی سانس میں چھ جھوٹ بول دیے ہیں، یہ بھی آپ ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔ آپ بتلایئے کہ ضد اور جھوٹ حنفیوں کی عادت ہے یا آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے؟۔

ضد ہی ضد

میں نے کہا اس ملک میں اسلام اہل سنت والجماعت حنفی ہی لائے۔ قرآن لائے، سنت لائے، فقہ لائے اور لاکھوں کافروں کو مسلمان کیا۔ لیکن جب یہ فرقہ (اہل حدیث) پیدا ہوا تو اس نے ضد کو ہی اپنا روز مرہ کا مشغلہ بنا لیا۔ چند مسائل بطور نمونہ اب میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

(۱) حنفی کہتے ہیں کہ منی ناپاک ہے۔ انہوں نے ضد میں کہہ دیا منی بالکل پاک ہے۔ (عرف الجاوی صفحہ ۱۰، کنز الحقائق صفحہ ۱۲، نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۴۹، بدور الاہلہ صفحہ ۱۵)

(۲) حنفی کہتے تھے کہ تھوڑی ناپاکی مثلاً ایک لوٹے میں تھوڑی نجاست بھی گر جائے اگرچہ اس پانی کا رنگ یا بو یا مزا نہ بدلے تو بھی ناپاک ہے۔ مگر حکیم صادق سیالکوٹی نے صاف کہا کہ جب تک نجاست کی وجہ سے تینوں وصف رنگ، بو، مزہ نہ بدلیں، اس وقت تک پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (صلوٰۃ الرسول صفحہ ۵۳)

(۳) حنفی کہتے تھے کہ خمر (شراب) نجس العین ہے مثل پیشاب کے۔ مگر

ضد کا خدا برا کرے وحید الزمان صاحب نے صاف لکھ دیا کہ پاک ہے۔ (نزل الابرار جلد ا صفحہ ۴۹)

(۶۰۵۰۴) حنفی مردار، خنزیر، اور خون کو ناپاک کہتے تھے۔ انہوں نے محض ضد میں ان کو پاک کہہ دیا۔ (بدور الاہلہ، عرض الجادی صفحہ ۱۰)

معلوم ہوا ان کے ہاں منی، خنزیر، مردار، خون سے پورا جسم اور کپڑے لت پت ہوں تو بھی ان کا جسم اور کپڑے پاک ہیں۔ وحید صاحب! کیا ہی خوب ہو کہ ایک دن یہ پورا نقشہ بنا کر آپ نماز پڑھیں۔ چلو زندگی کی ایک ہی نماز عمل بالحدیث پر ادا ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟

(۷) حنفی کہتے تھے کہ استنجا کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرے نہ پشت، لیکن انہوں نے ضد میں کہہ دیا ولا یکرہ الاستقبال والاستدبار للاستنجاء (نزل الابرار جلد ا صفحہ ۵۳) یعنی استنجا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ نہیں۔

(۸) احناف کہتے ہیں کہ بے وضو آدمی کو قرآن کو ہاتھ نہ لگانا چاہئے مگر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ محدث را مس مصحف جائز باشد (عرف الجادی صفحہ ۱۵) یعنی بے وضو شخص کو قرآن چھونا جائز ہے۔ ضد کا تو یہ حال ہے۔ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی لکھتے ہیں "ایک اور عجوبہ سماعت فرمائیں۔ آبادی کے اندر بول و براز کی حالت میں قبلہ کی طرف رخ کرنے کا جواز مختلف فیہ ہے۔ اس لئے احتیاط بہر حال اس میں ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے مگر اہل حدیث کے ہاں تو دوسرے مذاہب کی مخالفت ہی سب سے بڑا جہاد ہے۔ چنانچہ کراچی میں انہوں نے اپنی مسجد میں استنجا خانے گرا کر از سر نو قبلہ رخ تعمیر کرائے ہیں۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد ہوا کہ یہ سنت چودہ سو سال سے مردہ تھی، ہم نے اس کو زندہ کیا ہے۔" (احسن الفتاوی جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

حدیث کے خلاف

وحید صاحب کہنے لگے کہ اہل حدیثوں نے حنفیوں سے ضد کی ہے تو حنفی حدیث رسول سے ضد کرتے ہیں. دیکھو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات دفعہ دھودو لیکن "بہشتی زیور" میں ہے کہ سات دفعہ نہیں تین دفعہ دھو دو. دیکھو کے والا دین کوفہ میں آکر کس طرح بدلا گیا. اس ضد کا کوئی ٹھکانا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کہیں، امام کچھ. میں نے کہا وحید صاحب حضرت عطاء مکہ کے مفتی تھے جنہوں نے دو سو صحابہ کی زیارت کی. وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اسے چاہئے کہ پانی بہادے اور برتن کو تین مرتبہ دھولے۔" (الکامل لابن عدی) پھر حضرت عطاء رحمہ اللہ خود ابوہریرہؓ سے بھی یہی فتویٰ نقل فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ دھویا جائے۔ (دار قطنی جلد ا صفحہ ۶۶) پھر خود عطاء یہی فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں سات دفعہ دھونا بھی سنا ہے۔ پانچ دفعہ بھی اور تین دفعہ بھی۔ (عبد الرزاق جلد ا صفحہ ۹۷) وحید صاحب افسوس کہ آپ نے "بہشتی زیور" کے بارے میں غلط بیانی فرمائی ہے کہ اس میں سات دفعہ دھونے سے منع کیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت تھانویؒ نے اس مسئلہ میں بہت احتیاط فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں "کتے کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھو دے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جائے۔" (بہشتی زیور حصہ اول، جانوروں کے جھوٹے کا بیان، مسئلہ ۲) وحید صاحب فرمائیے کہ یہ کس حدیث کے خلاف ہے۔ اب ذرا نواب صدیق حسن خان کی بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں "کتے کے منہ ڈالنے والی حدیث پورے کتے، اس کے خون، بال اور پسینے کے

ناپاک ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔" (بدور الاہلہ صفحہ ۱۶) اور نواب وحید الزمان فرماتے ہیں "لوگوں نے کتے، خنزیر اور ان کے جھوٹے کے متعلق اختلاف کیا ہے زیادہ راجح یہ ہے کہ ان کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح لوگوں نے کتے کے پیشاب، پاخانہ کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ ان کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۵۰) وحید صاحب آپ نے دیکھا آپ کے علماء کتے سے کتنا پیار ہے؟ اس کا خون بھی پاک، پیشاب بھی پاک، پاخانہ بھی پاک، لعاب اور جھوٹا بھی پاک!!!

ایک تضاد

وحید صاحب نے کہا کہ حکایات صحابہ میں شیخ الحدیث صاحب نے یہ متضاد بات لکھ دی ہے۔ صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں کہ حضرت حنظلہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بیوی بچوں میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ حالت باقی نہیں رہتی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں ہوتی ہے۔ اس لئے مجھے نفاق کا ڈر ہے اور صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ حضرت حنظلہ کی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ بلا غسل میدان جہاد تشریف لے گئے اور شہید ہوگئے تو ملائکہ نے انہیں غسل دیا تو ان کے بچے تھے کہاں جن میں مشغولیت سے انہیں نفاق کا خوف ہوتا؟ ایسی متضاد باتوں کی وجہ سے ہی پڑھے لکھے لوگ اس کتاب سے متنفر ہوتے جارہے ہیں۔ میں نے کہا الحمدللہ پڑھی لکھی دنیا اس کتاب کی برکات سے دین کی دل دادہ بن رہی ہے۔ ہاں ان پڑھ اور ضدی کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ جس واقعہ میں حضرت حنظلہؓ نے نفاق کا ڈر ظاہر کیا، وہ حضرت حنظلہ بن الربیع کاتب رسول ہیں اور جن حضرت حنظلہؓ کو فرشتوں نے غسل دیا وہ حضرت حنظلہؓ بن مالکؓ ہیں، یہ تفصیل بحوالہ مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ صفحہ ۱۹۷، جلد ۶ پر ہے۔ جب وحید صاحب کو یہ دکھایا گیا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور توبہ توبہ کرنے لگے کہ ہم تو اس اعتراض کو بہت اچھالتے ہیں اور کتنے لوگوں کو ہم نے پریشان کیا۔ یہ تو

اب پتہ چلا کہ یہ ہماری اپنی کم علمی تھی۔ اللہ تعالی ہمیں معاف فرمائے۔

خون پینا

وحید صاحب نے کہا کہ خون کا حرام ہونا قرآن پاک کی قطعی نص سے ثابت ہے لیکن حضرت شیخ الحدیث صاحب نے دو صحابہ کرامؓ کے خون پینے کا واقعہ ذکر کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم ہوا اور آپؐ نے ان پر کوئی ناراضگی نہ فرمائی بلکہ فرمایا کہ جس کے خون میں میرا خون ملا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ کیا اللہ کے نبی قرآن کے مخالفت کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان دو میں ایک واقعہ تو حضرت ابو سعید خدریؓ کے والد محترم حضرت مالک بن سنانؓ کا ہے۔ اس کا ذکر حافظ ابن حجرؒ نے (الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۶) اور ابن عبدالبر نے (الاستیعاب جلد ۳، صفحہ ۳۷۰) پر کیا ہے تو کیا آپ ان دونوں حفاظ کو بھی حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ اعتراض میں شامل کریں گے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ حضرت مالک بن سنانؓ احد میں ہی آخر میں شہید ہو گئے۔ (الاستیعاب ۳۔۳۷۰) دیکھئے احد میں شہید ہونے والوں میں بعض وہ بھی تھے جنہوں نے شراب پی تھی کیونکہ ابھی شراب کی حرمت کا اعلان نہیں ہوا تھا تو کیا ثابت کر سکتے ہیں کہ احد سے پہلے خون یعنی دم مسفوح کی حرمت نازل ہو چکی تھی؟ امام قرطبی اپنی تفسیر (جلد ۲، صفحہ: ۲۱۶) پر فرماتے ہیں کہ دم مسفوح والی آیت حجۃ الوداع کے دن عرفہ میں نازل ہوئی تو جب تک آپ کسی دلیل قطعی سے یہ ثابت نہ کریں کہ احد سے پہلے یہ حرمت نازل ہو چکی تھی، آپ کا اعتراض ہی باطل ہے۔ ہاں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجبات میں سے ہے اس لئے کسی صحابی کا شراب پینے کا ذکر پڑھ کر ہم فوراً یقین کر لیں گے کہ یہ حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اسی طرح کسی صحابی کے خون پینے کی بات سن کر ہم فوراً کہیں گے یہ یقیناً حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ایسے ہی خون پینے اور اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

نہ ڈانٹنے سے بھی یقینا یہی سمجھا جائے گا کہ یہ حرمت سے قبل کا واقعہ ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت صلی اللہ علیہ سلم کے وصال کے وقت نو سال کے تھے۔ ان کا واقعہ بھی حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ جلد ۲، صفحہ ۳۱۰ پر نقل کیا ہے تو کیا اس اعتراض میں حافظ ابن حجرؒ کو بھی شریک کیا جائے گا یا نہیں؟ انہوں نے بچپن میں یہ حرکت کی تو اگر حرمت سے پہلے کی بات ہے تو اعتراض ہی نہیں اور بعد میں کی تو اس جملہ میں ڈانٹ موجود ہے "جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو آگ نہیں چھو سکتی مگر تیرے لئے لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے۔"

وحید صاحب! اس قسم کے اعتراض کسی علمی بنیاد پر نہیں محض ضد پر مبنی ہیں۔ دیکھو حنفی کہتے ہیں کہ امام ناپاک ہو، غسل کئے بغیر نماز پڑھا دے یا بغیر وضو کے نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز نہیں ہوتی، لیکن علامہ وحید الزمان ضد میں آکر یہ لکھ گئے کہ امام جنابت یا بے وضو ہونے کی حالت میں نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۱۰۱) اہل سنت کہتے ہیں کہ کافر کے پیچھے مسلمان کی نماز نہیں ہوتی مگر وحید الزمان صاحب کہتے ہیں: ہو جاتی ہے۔ (نزل الابرار جلد ۱/ صفحہ: ۱۰۱)

فضلات

وحید صاحب نے کہا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے تو تحریر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پیشاب، پاخانہ وغیرہ سب پاک ہیں۔

میں نے کہا فضلہ کا معنی بچا ہوا پھوک ہے۔ معدہ کھانے کو نگلتا ہے اس میں اصل قوت جگر کھینچ لیتا ہے اور پھوک پاخانہ بن کر نکل جاتا ہے۔ یہ معدے کا فضلہ ہے پھر جگر خون تیار کر کے دل کو دیتا ہے اور جو پھوک رہ جاتا ہے وہ پیشاب بن کر خارج ہو جاتا ہے۔ یہ جگر کا فضلہ ہے پھر وہ خون ایک ایک رگ کو اسٹیم مہیا کرتا ہے۔ اس خون سے جو فضلہ بچتا ہے وہ مسامات میں پسینے کی شکل میں خارج ہوتا ہے، پھر جو

خون جزو بدن اور گوشت بن گیا اس کا پھوک میل کچیل کی شکل میں مسامات کے ذریعہ نکلتا ہے۔ یہ ہر انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ لیکن یہ بات صراحتاً ثابت ہے کہ عوام کے میل کچیل پر مکھی بیٹھتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور یہ بھی متفق علیہ حقیقت ہے کہ عوام کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے مگر آنحضرت صلی علیہ وسلم کا پسینہ مبارک دنیا کی اعلیٰ ترین خوشبوؤں کو شرماتا تھا۔ آپ کی نیند مبارک کو بھی نیند ہی کہا جاتا ہے مگر وہ نیند ہماری ہزار بیداریوں سے بھی اعلیٰ وارفع تھی۔ آپ کا خواب وحی ہوتا تھا۔ آپ کی نیند مبارک سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ تو جیسے آپ کا پسینہ مبارک، پسینہ ہی کہلاتا ہے مگر یہ کس نے کہا کہ آپ کے لئے پسینہ ہی تھا مگر عشاق کے لئے بہترین خوشبو۔ بادام روغن نکالنے کے بعد جو بادام کا فضلہ بچتا ہے وہ بادام کا تو فضلہ ہی ہے مگر بنولے کہ میرے فضلہ جیسا ہے تو کوئی عقل مند اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک انسان تھے لیکن آپ کو جن خصائص سے اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا ان خصائص کا انکار کیوں کیا جائے؟ یاقوت بھی پتھر ہے، حجراسود بھی ایک پتھر ہے مگر یاقوت اس کا مقابلہ کہاں کرسکتا ہے۔ حجراسود جنت سے آیا ہوا ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرو مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے خواص رکھ دیے ہیں اسلئے ان اجسام مطہرہ کو مٹی پر حرام کردیا گیا اسی طرح دوسرے فضلات بھی اگر خصوصی طہارت رکھتے ہوں تو اس میں کیا اشکال ہے؟

وحید صاحب میری یہ ساری باتیں ٹیپ کرکے لے گئے۔ دو دن بعد آئے اور کہنے لگے کہ جس طرح مطلوبہ احادیث وہ لوگ پیش نہیں کرسکے اسی طرح حقیقت الفقہ والے نے جو غلط حوالہ جات ہدایہ کے دیے ہیں وہ بھی عربی ہدایہ سے نہیں دکھا سکے۔ "صلوٰۃ الرسول" کے غلط حوالے بھی صحاح ستہ سے نہیں دکھا سکے۔ نہ ہی "صلوٰۃ الرسول" کی فضائل تو کجا احکام میں ضعیف احادیث پیش کرنے کا کوئی جواب ان

کے پاس ہے اب مجھے یقین ہوگیا کہ اس فرقہ کا کوئی اصول نہیں۔ اس کی بنیاد صرف اور صرف اہل سنت والجماعت کی ضد پر ہے۔ آپ نے جو مسائل ان کے بتائے وہ ضد کا واضح ثبوت ہی ہیں۔ میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر جن کی صورت اور سیرت سے پیغمبر پاک کی سنتیں نمایاں تھیں، جو خوف خدا کی دولت سے مالا مال تھے، جو حرام حلال کا امتیاز کرتے تھے، جن کا دن رات اس فکر میں گزرتا تھا کہ نبی پاکؐ کے طریقے کس طرح دنیا میں جاری ہو جائیں، میں ان کی مخالفت کرنے اور ان کے خلاف بدگمانی پھیلانے اور مسلمانوں کو اکابر اہل اسلام سے متنفر کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں کیا ہے۔ اب میں تہہ دل سے توبہ کرتا ہوں کہ الحمد للہ مسلک حقہ اہل سنت والجماعت حنفی پر ہی قائم رہوں گا اور اس کے خلاف وسوسے پھیلانے والوں سے خود بھی خبردار رہوں گا اور دوسروں کو بھی خبردار کروں گا۔ اللہ تعالی مجھے حق پر استقامت نصیب فرمائے اور دین میں وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے محفوظ فرمائیں۔

آمین یا الٰہ العلمین



ایک وکیل صاحب

سے

دلچسپ گفتگو

ایک ایم اے اسلامیات ایڈوکیٹ سے ملاقات

سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں جس نے دین کی سمجھ یعنی فقہ کی طرف رجوع کا حکم دیا۔ (التوبہ: ۱۲۲) اور شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع داری کے ساتھ ساتھ اہل استنباط مجتہدین کی تقلید کا حکم دیا۔ (النساء: ۸۳) اور سلام و درود لامحدود اس رحمۃ للعالمین پر جس نے فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمایا۔ (متفق علیہ) اور مجتہد کے صواب پر دو اجر اور خطاء پر بھی ایک اجر ملنے کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے اور (سلام ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جنہوں نے ہر قسم کی جانی، مالی، وطنی، قربانیاں دے کر دین اسلام کو پھیلایا اور ان میں دو ہی جماعتیں تھیں بعض مجتہد تھے اور باقی مقلد۔ (معیار الحق میاں نذیر حسین) ایک صحابی کا نام بھی نہیں لیا جاسکتا کہ وہ نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے اور نہ ہی مجتہد کی تقلید کرتے تھے بلکہ وہ غیر مقلد تھے اور ان کے بعد ائمہ دین خصوصاً ائمہ اربعہ رحمہم اللہ پر جن کی تدوین اور تفصیل سے قیامت تک کے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا آسان ہو گیا۔

حمد و صلوۃ کے بعد

اس دنیا میں رنگ رنگ کے لوگ آباد ہیں۔ کچھ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے دین کی خدمت کے لئے چن لیا۔ وہ رات دن تعلیم و تدریس کے ذریعہ وعظ و تبلیغ کے ذریعہ تحریر و تصنیف تزکیہ و تصفیہ کے ذریعہ اشاعت دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالی ان سب کو استقامت نصیب فرمائیں اور ہر قسم کے شرور و فتن سے ان کی حفاظت فرمائیں۔ اس کے برعکس کچھ لوگ ہیں جو بس اسی کو کار خیر سمجھتے ہیں کہ سیدھے سادے مسلمانوں کے دلوں میں کچھ وساوس پیدا کر دیے جائیں جن کے ذریعہ وہ لوگ دین سے بے زار ہو جائیں یا کم از کم ان شکوک و شبہات کی وجہ سے

دین میں سست ہو جائیں۔ ایسے ہی ایک شخص سے میرا بھی واسطہ پڑا۔ **ان صاحب** نے ایک ہی سانس میں اپنا تعارف یوں کروایا کہ میں ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات ہوں اور وکالت کی سند بھی ہے۔ ساتھ ساتھ دین میں کافی ریسرچ کی ہے۔ اس میں میرا بڑا وسیع نالج ہے۔

میں اہل حدیث ہوں

اور بتایا کہ میں اہل حدیث ہوں۔ **میں نے کہا** ابھی ابھی آپ کا بڑا بھائی یہاں سے اٹھ کر گیا ہے جو کہہ رہا تھا کہ میں اہل قرآن ہوں۔ اس پر **وہ کہنے لگے** کہ اہل قرآن کا لفظ اسلامی دور میں حافظ قرآن کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ان کے فضائل سے ہمیں انکار نہیں۔ مگر انگریز کے دور میں یہ نام منکرین سنت کا رکھا گیا جو ایک گمراہ فرقہ ہے اور اس مقدس نام سے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ جب قرآن سچا تو اہل قرآن بھی سچے۔ کبھی کہتا کہ جب سے قرآن ہے اسی وقت سے اہل قرآن ہیں سب صحابہ اہل قرآن تھے۔ کبھی حافظ قرآن کے فضائل اپنے اوپر چسپاں کر کے سادہ لوح لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔ **میں نے کہا** کہ اسی طرح اسلامی حکومتوں میں اہل حدیث محدثین کو کہا جاتا تھا۔ محدثین سند کی تحقیق کرتے تھے لیکن انگریز کے دور میں "اہل حدیث" منکر فقہ کو کہا جانے لگا اور ان لوگوں نے بھی عوام کو اس قسم کے دھوکوں میں ڈالا کہ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہل حدیث ہیں۔ سب صحابہ، اہل حدیث یعنی فقہ کے منکر تھے اور کبھی محدثین کے فضائل اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں جو واقعہ کا نہایت بے موقع استعمال ہے۔ **میں نے پوچھا** جب آپ محدث نہیں ایک حدیث کی ایک سند کی بھی **محققانہ** تحقیق آج تک آپ نے نہیں کی تو پھر آپ اہل حدیث کس لئے کہلاتے ہیں؟ کہنے لگے کہ صرف اور صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں فقہ اور کسی امتی کی رائے کو نہیں مانتے اس لئے ہم اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ **میں نے کہا** کہ قرآن پاک تو تقریباً ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا

ہے۔ حدیث کسے کہتے ہیں؟ **کہنے لگے** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر یعنی جو بات یہ کام آپ کے سامنے ہوا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا ہو اس کو حدیث کہتے ہیں۔ **میں نے پوچھا** آپ نے جو حدیث کی تعریف بیان فرمائی یہ قرآن پاک کی کس آیت کا ترجمہ ہے؟ **کہنے لگے** کسی آیت کا بھی نہیں۔ **میں نے پوچھا** یہ تعریف کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ **کہنے لگے** کسی کسی کا بھی نہیں۔ **میں نے پوچھا** کہ یہ تعریف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ آپ نے کہاں سے لی؟ کہنے لگے کسی امتی نے یہ تعریف بیان کی ہے۔ مگر مجھے یاد نہیں کہ سب سے پہلے یہ تعریف کس امتی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے سو سال بعد فرمائی۔ **میں نے کہا** آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ہم اس لئے اہل حدیث ہیں کہ صرف اللہ و رسول کی بات مانتے ہیں کسی امتی کی بات نہیں مانتے؟ آپ نے تو حدیث کی تعریف ہی کسی امتی سے چوری کی ہے تو اب آپ اہل حدیث تو نہ رہے۔ اس کا جواب ان کے پاس نہ تھا۔ پھر **میں نے پوچھا** کہ کیا قرآن پاک کی تمام آیات کی طرح تمام احادیث متواتر اور قطعی الصحت ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ نہ سب احادیث متواتر ہیں نہ سب صحیح بہت سی احادیث ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ **میں نے کہا** آپ مجھے صرف ایک حدیث ایسی لکھوائیں جس کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح فرمایا ہو، اور ایک حدیث ایسی جس کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف یا من گھڑت فرمایا ہو۔ انھوں نے ایک حدیث کو بھی اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صحیح فرمایا نہ ضعیف نہ من گھڑت۔ **میں نے پوچھا** کہ پھر تم کسی حدیث کو صحیح، کسی کو حسن، کسی کو ضعیف، کسی کو منگھڑت کس دلیل سے کہتے ہو؟ کہنے لگے ہم اپنی رائے یا کسی امتی محدث کی رائے سے احادیث کو صحیح و ضعیف وغیرہ کہتے ہیں۔ **میں نے کہا** پھر آپ اہل الرائے یا اہل الرائے کے مقلد ہوئے۔ اہل حدیث تو نہ ہوئے۔ اب تو وہ بہت گھبرائے اور **کہنے لگے** کہ آپ کے ہاں احادیث کے صحیح و ضعیف

ہونے کا کیا پیمانہ ہے۔؟ میں نے کہا جس حدیث کو چاروں ائمہ مجتہدین نے قبول کرلیا اور سب کا اس پر متواتر عمل ہے ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اللہ و رسولؐ نے نہ تو صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف۔ ہاں امت کے اجماع کی وجہ سے اس کی صحت میں شک نہیں اور جن مسائل کی احادیث میں اختلاف ہے ان میں سے جس پہلو کی احادیث پر مجتہد اعظم نے عمل فرمایا اور احناف کا اس پر متواتر عمل ہے۔ اس کو ہم صحیح مانتے ہیں کیونکہ ہمارے امام نے فرمایا ہے میرا مذہب صحیح حدیث پر ہے اور مجتہد کا کسی حدیث کے موافق عمل کرلینا اس مجتہد اور اس کے مقلدین کے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ مثلاً اس حدیث کو اللہ و رسولؐ نے نہ صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف اور جہاں اللہ و رسول سے رہنمائی نہ ملے وہاں اللہ و رسول نے مجتہد کو اجتہاد کا حق دیا ہے۔ ہمارے امام صاحب نے اپنے اعتبار سے اس حدیث میں مذکور مسئلہ کو قبول فرمایا۔ اب اگر ان کا اجتہاد صواب ہے تو انکو دو اجر ملے اور اگر خطا ہے تو ایک اجر ملا اور عمل یقیناً اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ ہمارے امام کے اس اجتہاد کے خلاف اگر کوئی شخص اللہ و رسولؐ سے صراحتہً ثابت کردے کہ جس حدیث کو امام نے اپنے اجتہاد سے صحیح مان لیا ہے۔ اللہ یا رسولؐ نے اس حدیث کو من گھڑت فرمایا ہے تو ہم اپنے امام کا اجتہاد چھوڑ کر اللہ و رسولؐ کی بات مان لیں گے۔ لیکن ہمارے خیر القرون کے مجتہد اعظم نے جس کو قبول فرمایا۔ مابعد خیر القرون کے کسی بھی امتی کی رائے سے ہم اپنے امام کے اجتہاد کو ترک نہیں کریں گے۔ ہمارا احادیث کے رد و قبول کے بارے میں یہ طریق کسی قرآنی آیت یا حدیث کے خلاف ہو تو آپ بتائیں۔ ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ رہا جناب کا یہ فرمان کہ ہم اپنی رائے یا کسی دوسرے غیر مجتہد امتی کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہتے ہیں تو اس سے پتہ چلا کہ آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر بھی نہیں۔ کیونکہ آپ کے نزدیک تو صرف خدا اور رسول کی بات دلیل ہے اور آپ

یقیناً نہ خدا ہیں اور نہ رسول نہ ہی آپ کا غیر مجتہد امتی خدا ہے نہ رسول۔ تو آپ کو تو نہ کسی حدیث کو صحیح کہنا چاہیے نہ ضعیف اور ہم اہل سنت والجماعت کے ہاں بھی آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ نہ ہم آپ کو خدا مانتے ہیں اور نہ رسول نہ اجماع نہ مجتہد۔ آپ خود ہی فرمادیں آپ جو ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق مانو تو آپ اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں یا رسول؟ آپ زبان سے صاف تو نہیں کہتے کہ ہم خدا یا رسول ہیں لیکن جب اجماع اور مجتہد کے مقابلہ میں ہم آپ کی تحقیق نہ مانیں تو آپ کی طرف سے شور مچتا ہے کہ انہوں نے خدا اور رسول کی بات نہیں مانی۔ اب آپ ہی سوچیں کہ آپ کا یہ شور کس قدر خطرناک ہے۔ اب تو صاحب بہادر انہ ہوں نہ ہاں۔ **میں نے پوچھا** کہ محدثین نے ایک جہت سے حدیث کی تین قسمیں بتائی ہیں۔

مرفوع

وہ حدیث ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

موقوف

وہ حدیث ہے جس میں صحابی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

مقطوع

وہ حدیث جس میں تابعی کے قول، فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔ ہم اہل سنت والجماعت اپنے مجتہد کی رہنمائی میں ان تینوں قسموں کو مانتے ہیں۔ کیا آپ بھی حدیث کی ان تینوں قسموں کو مانتے ہیں؟ **انہوں نے کہا** ہرگز نہیں۔ ہم صرف ایک پہلی قسم کو مانتے ہیں۔ **میں نے کہا** کیا آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ جو حدیث کی تینوں قسموں کو مانے اس کو اہل الرائے کہتے ہیں اور جو دو تہائی احادیث

کے ماننے سے انکار کردے اس کو اہل حدیث کہنا چاہیے؟ وہ بہت جھلائے کہ آپ بات بات پر آیت اور حدیث پوچھتے ہیں۔ **میں نے کہا** اس لئے کہ آپ نے یہی دعوی فرمایا تھا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ اب آپ کو شدید احساس ہو رہا ہے کہ جس طرح آپ کے بھائی اہل قرآن اس دعوی پر پورے نہیں اتر سکتے کہ ہم ہر مسئلہ صراحتاً قرآن مجید سے دکھا سکتے ہیں اسی طرح آپ بھی اس دعوی پر پورے نہیں اتر سکتے کہ ہم صرف اور صرف قرآن و حدیث سے ہر ہر مسئلہ کا صراحتاً جواب دے سکتے ہیں۔ **پھر میں نے کہا** کہ محدثین نے صحیح حدیث کی دس قسمیں بیان فرمائی ہیں (مقدمہ نووی) جس میں مرسل احادیث اور بعض مدلسین کی معنعن احادیث کو بھی صحیح کی اقسام میں شامل کیا ہے۔ ہم ان پوری دس قسم کی احادیث کو مانتے ہیں اور اپنے مجتہد کی رہنمائی میں ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ کیا آپ بھی پوری دس قسم کی احادیث کو صحیح مان کر ان پر عمل کرتے ہیں۔ **انہوں نے کہا** نہیں ہم تو صرف ان دس اقسام میں سے پانچ کو مانتے ہیں اور پانچ قسم کی احادیث کو من گھڑت اور بناوٹی کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ **میں نے کہا** کیا آپ کوئی آیت یا حدیث پیش ایسی کر سکتے ہیں جو یہ بتلائے کہ جو شخص تمام احادیث صحیحہ کو مانے وہ تو اہل الرائے ہے اور جو پوری ڈھٹائی سے نصف احادیث کو ماننے سے انکار کردے اس کو اہل حدیث کہنا چاہیے۔ شاید "بر عکس نہند نام زنگی کافور" کی مثال آپ پر ہی فٹ آجائے۔

ایک اور بہانہ

میں نے کہا کہ آپ کے مولانا محمد یوسف جے پوری کی ایک کتاب "حقیقت الفقہ" ہے اس میں باقاعدہ ایک عنوان ہے "اہل کوفہ کی حدیث دانی" اس میں فرماتے ہیں کہ اگر اہل کوفہ ہزار حدیثیں سنائیں تو ۹۹۹ تو اٹھا کر پھینک دو اور باقی ایک میں بھی شک رکھنا کبھی صحیح یقین نہ کرنا۔ **انہوں نے** فوراً کہا اہل کوفہ کو حدیث

سے کیا تعلق؟ میں نے کہا آئیے تجربہ کر لیں۔ میں صحاح ستہ سے احادیث پیش کروں گا جس کی سند میں ایک بھی کوفی آجائے اس کو صحاح ستہ سے نکالتے جانا۔ تو جلدی سے بولے کہ پھر صحاح ستہ میں کیا بچے گا؟ وہاں تو خاک اڑنے لگے گی۔ میں نے کہا کوئی آیت یا حدیث ایسی ہے کہ جو اہل کوفہ کی روایت کردہ سب احادیث صحیحہ کو صرف اس لئے رد کر دے کہ اس کا راوی کوفی ہے وہ تو اہل حدیث کہلائے گا اور جو سب صحیح احادیث کو مانے خواہ راوی اہل کوفہ ہوں خواہ اہل حجاز اسکو اہل الرائے کہنا۔

لفظ مولانا کی تحقیق

اب وہ صاحب میرے کسی سوال کے جواب میں بھی نہ تو کوئی آیت پڑھ سکتے تھے نہ حدیث۔ بہت پریشان بیٹھے تھے اور نہ احادیث صحیحہ کے انکار در انکار کرنے والوں کو اہل حدیث ثابت کر سکتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو اس موضوع کو چھوڑ کر دوسری بات شروع ہو۔ میرے منہ سے مولانا کا لفظ نکلنا تھا کہ بس انہوں انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مولانا کہنا شرک ہے۔ کفر ہے۔ میں نے کہا دیکھئے یہ آپ کے مسلک کی کتاب "توضیح الکلام" ہے۔ اس میں لکھا ہے مولانا ارشاد الحق اثری، پھر لکھا ہے مولانا عزیز زبیدی، اور "صلوۃ الرسول" پر لکھا ہے مولانا محمد صادق سیالکوٹی، مولانا محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسمعیل، مولانا محمد عبداللہ ثانی، مولانا نور حسین گرجاکھی، مولانا احمد دین گکھڑوی، مولانا محمد گوندلوی کیا یہ سب مشرک تھے؟۔ ذرا فتوی سوچ کر لگانا چاہیے۔ انہوں نے فورا کہا میں ان کو نہیں مانتا۔ میں نے پوچھا کیا نہیں مانتا ان کو مسلمان نہیں مانتا؟ انہوں نے کہا میں ان کو خدا رسول نہیں مانتا۔ میں نے کہا میں نے ان کو خدا رسول کہہ کر تو نہیں پیش کیا۔ یہ آپ کے غیر مقلد علماء ہیں اور مولانا ہیں کیا ان کو آپ نام بنام مشرک کہتے ہیں؟ کیونکہ ان کے ہاں مولانا کہنا جائز ہے۔ انہوں نے کہا وہ کوئی خدا ہیں کہ میں ان کی بات مانوں۔ میں نے کہا کیا تم خدا ہو کہ ہم تمہاری بات مانیں کہ

مولانا کہنا شرک ہے۔ انہوں نے کہا ہیں تو ہر اس شخص کو مشرک کہتا ہوں جو خدا
کے سوا کسی کو مولانا کہے۔ **میں نے کہا** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ھو کل علی مولاہ
(۱۶:۷۶) وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے۔ اللہ نے آقا کو قرآن میں غلام کا مولا فرمایا۔ کیا اللہ
تعالیٰ مشرک ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو فرمایا
انت اخونا و مولانا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۸) بلکہ غلاموں کو فرمایا کہ وہ اپنے آقا کو
کہیں سیدی و مولای (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۳) البدایہ النہایہ جلد ۹ صفحہ
۲۶۶) سیر اعلام النبلاء جلد ۴، صفحہ ۵۰۳) کیا اللہ تعالیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
اور یہ سب لوگ مشرک ہیں۔ اب قرآن و حدیث سامنے ہے کیا کہتے! خاموش
ہوگئے تو پھر میں اصل بات کی طرف آیا کہ آپ کے ہاں احادیث صحیحہ کے رد
کرنے کی عجیب و غریب شرائط ہیں۔ کہ شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب ایک جگہ
لکھتے ہیں پس مداحین جو قصہ واہیہ بلا سند صحیح کے فضیلت میں امام صاحب کے نقل
کرتے ہیں امام صاحب تک سند صحیح متصل مسلسل کے نہیں پہنچتا۔ (معیار الحق
صفحہ ۱۹) جب ایک تاریخی واقعہ کے لئے آپ کے شیخ الکل نے یہ تین شرطیں لگائی
ہیں تو حدیث کا معیار تو تاریخ سے بہت بلند ہے۔ پہلی قید صحیح کی لگائی جس سے
حسن احادیث خارج ہو گئیں۔ سب کا انکار ہو گیا۔ دوسری قید متصل کی لگائی جس
سے معلقات، منقطعات اور مراسیل سب نکل گئیں اور احادیث کی ان سب اقسام
کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تیسری قید مسلسل کی لگائی یعنی سند کے ہر ہر راوی کا جب
تک مسلسل اسی پر عمل ثابت نہ ہو گا۔ اس حدیث پر عمل جائز نہ ہو گا اس شرط پر تو
شاید ہزاروں میں سے ایک حدیث بھی قابل عمل نہ رہے۔ **میں نے کہا** یہ تینوں قیدیں
کسی آیت یا حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے (بخاری و مسلم) لیکن ان کی قسمت
میں کہاں تھا کہ یہ شرطیں کتاب و سنت سے ثابت کرتے۔ **میں نے کہا** آپ کی

مسجد میں اختلافی مسائل پر اشتہار لگے ہوتے ہیں جن میں سب میں یہ شرط ہوتی ہے کہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ہو۔ دیکھئے صحیح کی قید سے حسن نکل گئی صریح کی قید سے دلالت کی باقی سب قسموں کا انکار ہو گیا۔ دیکھئے قادیانی بھی یہی شرط لگاتے ہیں کہ صریح حدیث دکھاؤ کہ آپ کے بعد غیر تشریعی نبی نہیں آئے گا اور صریح لفظ دکھاؤ کہ عیسیٰ بجسد عنصری (اسی خاکی جسم کے ساتھ) چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس طرح انہوں نے "ختم نبوت" اور "حیات نزول مسیح" کی متواتر احادیث کا انکار کر دیا کہ جو لفظ ہم نے مانگا ہے وہ آپ نبی سے نہیں کہلوا سکے اور جو الفاظ خود حضرت نے فرمائے ہیں ان کو ہم نہیں مانتے کہ صریح نہیں اور مرفوع کی قید سے موقوفات اور مقطوعات کا انکار ہو گیا۔ کیا آپ اپنی اسی شرط کے مطابق ایک ہی حدیث صریح مرفوع غیر مجروح سے ثابت کر سکتے ہیں کہ دلیل صحیح صرف اور صرف حدیث صحیح، صریح، غیر مجروح میں ہی منحصر ہے؟ دیدہ باید۔ خلاصہ یہ کہ احادیث کے لئے آپ ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ کم از کم ۹۵ فیصد احادیث کا انکار ہو جائے۔

منسوخ احادیث

پوری امت کا اتفاق ہے کہ منسوخ احادیث پر عمل جائز نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف نے فرمایا تھا کہ لیس علی العامی العمل بالحدیث لعدم علمہ بالناسخ والمنسوخ (معیار الحق صفحہ ۲۹ بحوالہ بحرالرائق) کہ عامی کے لئے فقہاء کی رہنمائی کے بغیر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں اس لئے فقہاء سے تحقیق کرنے کے بعد ناسخ پر عمل کرے اور منسوخ پر عمل نہ کرے مگر آپ کے "شیخ الکل" فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اہل علم حسب وسعت اپنی کے ایک حدیث کو تحقیق کر کے اس پر عمل کرے تو نہایت یہی ہوگا کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص ساتھ عمل کرنے میں ساتھ اس حدیث کے گنہگار نہ ہوگا اور وہ عمل

اس کا باطل ہونا بغیر اعادہ کے نہ ہوگا۔ (معیار الحق صفحہ ۳۱) [اردو بہت قدیم ہے .... کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اگر کوئی اہل علم اپنی طاقت بھر تحقیق کر کے کسی حدیث پر عمل کرے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود وہ نہ گنہگار ہوگا نہ اس کا عمل باطل ہوگا۔]

اب دیکھئے اہل سنت کی ضد میں منسوخ احادیث پر بھی عمل کرنے کی اجازت دے دی۔ اس لئے آج کل ان حضرات کی اصطلاح میں منسوخ احادیث پر عمل کرنے والا اہل حدیث کہلاتا ہے اور ناسخ حدیث پر عمل کرنے والا اہل الرائے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

غیر مقلدین کی فقہ

کہنے لگے کہ اہل حدیث ضد نہیں کرتے۔ میں نے کہا آپ کا مطالعہ بہت ناقص اور محدود ہے۔

(۱) ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کے بدن کا پاک ہونا شرط ہے۔ ناپاک آدمی نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوتی مگر آپ کے نواب صدیق حسن خان نے محض ضد سے اس صحیح مسئلہ کا انکار کر دیا اور لکھ دیا کہ پس مصلی با نجاست بدن آثم است نمازش باطل نیست (بدور الاہلہ صفحہ ۳۸) یعنی جسم پر گندگی [انسان کا پیشاب پاخانہ] لگا ہو تو گناہ تو ہوگا لیکن اس کی نماز باطل نہیں، وہ ہو جائے گی۔ فرمایئے اس کو ضد نہ کہیں تو کیا کہیں۔

(۲) ہمارے ہاں شرائط نماز میں سے کپڑوں کا پاک ہونا بھی ہے مگر ضد اضد کا برا کرے یہاں بھی لکھ دیا "ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد" (عرف الجادی صفحہ ۲۲) یعنی جو شخص گندے (مثلاً حیض کے خون سے لت پت) کپڑوں میں نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۳) ہمارے ہاں نماز کے صحیح ہونے کے لئے نماز کی جگہ کا پاک ہونا بھی شرط

ہے۔ گندی جگہ پر نماز نہ ہوگی۔ مگر اس کا بھی محض ضد سے انکار کر دیا گیا۔ فرماتے ہیں طہارت مکان واجب ست نہ شرط صحت نماز (عرف الجادی صفحہ ۲۱) کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کی کوئی شرط نہیں۔

(۴) اسی طرح ہمارے ہاں نماز کی حالت میں شرمگاہ کا ڈھکا رہنا شرط ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ مگر قربان جایئے ضد کے۔ لکھتے ہیں ہر کہ در نماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی صفحہ ۲۲) یعنی حالت نماز میں جس کا ستر کھلا رہے اس کی نماز بالکل صحیح ہے۔

(۵) اسی طرح نماز کے لئے شرط ہے کہ نماز کا وقت ہو۔ وقت ہونے سے پہلے نماز نہیں ہوتی۔ مگر یہ لکھ دیا گیا کہ اگر عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھ لے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ا صفحہ ۶۳۱)

(۶) ہمارے ہاں کفار کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں مگر نواب وحید الزمان نے صاف لکھا ہے کہ کافر کے پیچھے نماز پڑھ لی تو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (نزل الابرار جلد ا صفحہ ۱۰۱) آپ کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب کا فتویٰ یہی تھا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ بلکہ آپ مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھ بھی لیا کرتے تھے۔ (فیصلہ مکہ ۳۶) اور آپ کے مناظر اسلام مولانا عنایت اللہ اثری بھی مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔

فقہ کی مخالفت

وہ صاحب فرمانے لگے فقہ کی مخالفت کون سا کفر ہے؟ بلکہ فقہ کی مخالفت تو کرنی ہی چاہئے تاکہ لوگ فقہ کو چھوڑ دیں۔ میں نے کہا فقہ کے یہ مسائل کتاب و سنت پر مبنی ہیں ان کی مخالفت کتاب و سنت کی مخالفت ہے۔ میں نے کہا آپ یہ جہاد اپنی مساجد میں شروع فرمائیں گے کہ بھئی فقہ کی مخالفت کرنی ہے اس لئے عصر کے وقت چونکہ ہاکی کھیلنی ہے عصر کی نماز پونے ایک بجے پڑھ لیں۔ نماز گندی جگہ پر

پاخانہ لیپ لیں، جسم کو پیشاب سے غسل دے لیں، کپڑوں کو حیض کے خون سے رنگ کر پہن لیں مگر شرم گاہ ننگی رکھیں اور نماز کا امام بھی اسی حالت میں امام کو بنائیں اور نماز کے شروع اور آخر میں نعرے لگائیں کہ فقہ کی مخالفت کوئی کفر نہیں۔ قدم بڑھایئے اور فقہ کی مخالفت میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کیجئے۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

نبیؐ کی مخالفت

وہ صاحب بڑے چہک کر بولے کہ آپ لوگ کلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے بلکہ ان کے خلاف امام ابو حنیفہ کی باتیں مانتے ہیں۔ **میں نے کہا** یہی کچھ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ دعوی کرتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں مگر اس خالق کے خلاف مخلوق "رسول" کی باتیں مانتے ہیں۔ قرآن پاک کی مخالفت اہل حدیث کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ یہ لوگ تلاش کر کر کے ایسی احادیث پر عمل کرتے ہیں جو قرآن پاک کے خلاف ہوں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ ہماری اصول فقہ کی کتابوں سے صرف ایک مستند حوالہ پیش کریں کہ اس میں تحریر ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف امام ابو حنیفہ کی بات ماننا چاہیے یا کسی کتاب کا حوالہ دیں کہ فلاں حنفی امام نے کہا ہو کہ نبی پاک صلی علیہ وسلم کا حکم تو یہ ہے مگر میں نبی کے حکم کے خلاف امام ابو حنیفہ کی یہ بات مانتا ہوں۔ حوالہ لایئے یا جھوٹ سے باز آیئے۔ انہوں نے کہا دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور تم اس حدیث کو نہیں مانتے۔ امام ابو حنیفہ کی بات مانتے ہو؟ **میں نے کہا** عزیز یہ آپ کی بات ہے کسی حنفی نے یہ نہیں لکھا کہ ہم اس مسئلہ میں نبی پاکؐ کی بات نہیں مانتے امام صاحب کی بات مانتے ہیں۔ آپ اپنی بات حوالہ پیش فرمائیں۔ اب ہماری بھی سن لیں ہم کہتے ہیں کہ یہاں حنفی پوری حدیث کو مانتے ہیں

اور غیر مقلد ادھوری کو اور یہ کتنا ظلم ہے کہ جو پوری حدیث کو مانیں ان کو اہل الرائے کہا جاتا ہے اور جو ادھوری حدیث مانیں وہ اپنا نام اہل حدیث رکھتے ہیں۔
اب سنئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔ (۱) عن عبادۃ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۹ ، عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۹۲ ، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ ، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ (۲) وعن ابی ہریرہؓ ، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۸ ، حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۳۹ (۳) عن ابی سعیدؓ احمد جلد ۳ صفحہ ۳ ، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۸ (۴) وعن عمران ابن حصینؓ : ابن عدی صفحہ ۱۳۰ (۵) عن ابن مسعود الانصاریؓ : رواہ ابو نعیم نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۵ (۶) عن جابر ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۶) وعن عائشہؓ الکامل جلد ۳ صفحہ ۳۲ (۸) عن جابر ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۶) ۔ یہ آٹھ صحابہ کرامؓ تو صراحتاً روایت کرتے ہیں کہ جس نماز میں فاتحہ اور زائد قرآن نہ پڑھا جائے اس کی نماز نہیں ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں سورہ فاتحہ کے علاوہ زائد قرآن پڑھنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ جب نماز کی قرأت کے سلسلہ میں احادیث متواترہ میں دو حصے ثابت ہوئے ، (۱) سورہ فاتحہ اور (۲) مازاد علی الفاتحہ ان دونوں کے نہ ہونے سے آپؐ نے نماز کی نفی فرمائی۔ اب ہم ان دونوں حصوں کا ایک ہی حکم مانتے ہیں کہ سورہ فاتحہ بھی واجب ہے اور مازاد بھی واجب ہے ذرا سوچئے کہ اس کے حکم کی خلاف ورزی غیر مقلد نے کی ، یا احناف نے ؟
دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے جب فاتحہ اور مازاد دونوں کا واجب ہونا معلوم ہوا تو پورے یقین سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس حدیث کا مقتدی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ مقتدی پر مازاد علی الفاتحہ خود غیر مقلدین کے ہاں بھی واجب نہیں بلکہ حرام ہے۔ اب غیر مقلدین نے اس حدیث میں مقتدی کو شامل کر کے اس حدیث کا انکار کیا یا نہیں؟ کیونکہ اگر اس حدیث میں مقتدی بھی شامل ہو تو اس پر مازاد علی الفاتحہ بھی واجب ہو گی جبکہ غیر

مقلدین مقتدی پر ماز اد علی الفاتحہ کو حرام کہتے ہیں ۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ حنفی احادیث پوری کی پوری مانتے ہیں اور غیر مقلدین ان احادیث کو بھی ادھوری مانتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ جھوٹ بھی بولتے ہیں کہ ہم نے حدیث کو مانا اور احناف نے حدیث کے خلاف امام کے قول کو مانا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹے وساوس سے محفوظ فرمائیں۔

مقتدی کی سورہ فاتحہ

انھوں نے کہا پھر تم کیوں کہتے ہو کہ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ کے ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا آپ بھی بتائیں کہ مندرجہ بالا آٹھ احادیث کے حکم میں آپ کے نزدیک مقتدی بھی شامل ہے پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ مقتدی کی نماز بغیر ماز اد کے ہو جاتی ہے۔ **پھر میں نے کہا** کہ آپ ہمارے مسلک کو جانتے تک نہیں جیسے صرف خطیب خطبہ پڑھتا ہے باقی سب خاموش رہتے ہیں تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہم نے بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھا ہے بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے خطبے والا جمعہ پڑھا ہے کیونکہ خطیب کا خطبہ ہم سب کی طرف سے ہو گیا ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ امام کی قراءت (فاتحہ وسورت) سب کی طرف سے ہو گئی تو مقتدی کی نماز بھی فاتحہ وسورت کے ساتھ ہوئی ہے۔ وہ بھی اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدیوں کی بھی قراءت ہے۔ (۱) (عن جابرؓ موطا محمد صفحہ ۹۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۷) (۲) ابودرداءؓ (دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۲) (۳) عبداللہ بن شداد ابن الہاد موطا محمد ۹۸ (۴) عن ابی ہریرہ (کتاب القراۃ) صحابہ کرام اور بہت سے تابعین نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ آپ بھی ایک حدیث پیش کریں کہ امام کی قراۃ مقتدی کے لئے کافی نہیں اور کسی حنفی کتاب سے یہ دکھائیں کہ حنفی نے کہا ہو کہ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ وسورت کے ہو جاتی ہے ورنہ جھوٹ سے توبہ کیجئے۔ یہ سن کر وہ صاحب **کہنے لگے** کہ یہ احادیث صحیح ہیں؟ **میں نے کہا** اللہ ورسول نے ان کو صحیح فرمایا ہے اور نہ

ضعیف۔ ہمارے ائمہ ثلاثہ نے بالاتفاق ان کو تسلیم کر کے ان کے موافق فتویٰ دیا ہے تو ہمارے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ احادیث بالاتفاق صحیح ہیں۔ ہاں اگر اللہ یا رسول ؐ سے ان کا ضعیف ہونا ثابت کر دیں تو ہم اپنے ائمہ ثلاثہ کا قول چھوڑ دیں گے لیکن آپ چاہیں کہ آپ جیسے نااہلوں کے کہنے سے ہم ائمہ ثلاثہ کی تحقیق کو چھوڑ کر آپ جیسے نااہلوں کی تقلید کر لیں تو اس سے ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة (متفق علیہ) گویا جب نااہل لوگ دخل اندازی کرنے لگیں تو قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ آج آپ جیسے نااہل لوگوں کی دخل اندازی سے دین اسلام پر قیامت ٹوٹی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرمائیں۔

مکہ مدینہ والا دین

اب وہ صاحب بڑے پریشان ہوئے لیکن اصل موضوع سے بھاگ نکلنا اس فرقے کا کمال ہے۔ **فرمانے لگے** کہ ہمارا دین مکے مدینے والا ہے اور تمہارا کوفے کا۔ **میں نے کہا** کہ آپ کے بڑے بھائی بھی یہی کہتے ہیں یعنی اہل قرآن کہ ہمارا دین مکے مدینے کا ہے کیونکہ قرآن کی بعض سورتوں پر مکیہ لکھا ہے اور بعض پر مدنیہ اس قرآن کے مقابلہ میں صحاح ستہ میں سے کوئی کتاب بھی اہل مکہ یا اہل مدینہ کی لکھی ہوئی نہیں۔ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن کی بات آپ کے مقابلہ میں زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا آپ نے تو مدینہ منورہ میں خیر القرون کے تبع تابعی مجتہد امام مالکؒ کی لکھی ہوئی حدیث کی کتاب کو صحاح ستہ سے خارج کر دیا جبکہ اہل کوفہ نے باقاعدہ اس حدیث کی کتاب کو روایت کیا، دیکھو امام محمد کی موطا۔ یہ عجیب انصاف ہے کہ جو مدینہ کی کتاب کو روایت کریں انکا دین مدینے والا نہ ہو اور جو مدینہ کی کتاب کو پیچھے دھکیلیں وہ مدینے والے بن جائیں۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اہل مدینہ کی مخالفت

.... آیئے دیکھیں آپ کا مدینہ والا دین کیسا ہے؟

(۱) آپ کے ہاں وضو میں صرف پگڑی پر مسح جائز ہے (الروضۃ الندیہ جلد ۱ صفحہ ۳۹) اور امام مدینہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صرف پگڑی پر مسح جائز نہیں (موطا صفحہ ۲۳) بلکہ فرمایا جو پگڑی پر مسح کرے اس کی نماز نہیں ہوتی (المدونۃ الکبری جلد ۱ صفحہ ۱۶) دیکھئے مدینے والے نہ آپ کے وضو کو صحیح مانتے ہیں نہ آپ کی نماز کو۔

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تیمم کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک ضرب سے چہرہ کا مسح کرے اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت۔ (موطا صفحہ ۴۲) لیکن نے اہل مدینہ کا مذہب چھوڑ کر بخارا کا مذہب قبول کیا کہ تیمم میں ہاتھوں کا مسح صرف ہتھیلیوں کا ہو (بخاری صفحہ ۴۸) اور تیمم کی ضرب ایک ہو (بخاری صفحہ ۵۰)

(۳) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ نماز میں ہاتھ لٹکائے جائیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کندھوں تک اٹھا کر پھر دائیں ہتھیلی سے بائیں کہنی کو پکڑ کر سینہ پر رکھتے تھے۔ یہ مذہب نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی اہل مدینہ کا ہے۔

(۴) آپ لوگ کہتے ہیں کہ جو مقتدی جہری نمازوں میں بھی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراۃ (فاتحہ وسورت) نہ کرے (موطا صفحہ ۶۸)

(۵) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی آمین آہستہ کہیں اور امام آمین نہ کہے اور اکیلا نمازی آمین کہہ لے تو کوئی مضائقہ نہیں (المدونۃ الکبری جلد ۱ صفحہ ۷۱) آپ کے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں پکار کر آمین کہیں (دستور المتقی صفحہ ۱۱۱) اور امام جماعت غرباء اہل حدیث مفتی عبدالستار صاحب فرماتے ہیں "جو ناعاقبت اندیش وفتنہ انگیز اونچی آمین سے چڑے اور کہنے والوں سے حسد کرے

وہ یقیناً یہودی ہے۔" (فتوی آمین بالجہر صفحہ ۳۴)

(۶) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت نماز میں سمٹ کر رہے گی اور اپنی رانیں اور بازو کھول کر نہیں رکھے گی۔ پس عورت اپنے جلسہ اور سجدہ دونوں میں خوب ملی ہوئی اور سمٹے ہوئی ہوگی (الرسالہ بحوالہ نصب العمود صفحہ ۵۰) لیکن آپ لوگ کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ (دستور المتقی صفحہ ۱۰۱، صلوۃ الرسول صفحہ ۱۹۰) پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ ہمارا دین مدینے والا ہے۔

(۷) موطا امام مالک صفحہ ۲ اور صفحہ ۱۳۹ سے ظاہر ہے کہ جو شخص نماز با جماعت کے رکوع میں شامل ہو اس کی وہ رکعت شمار ہوتی ہے مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ وہ رکعت شمار نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی صفحہ ۴۰، نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۱۳۳)

(۸) موطا صفحہ ۱۱۱ سے ظاہر ہے کہ امام فجر کی جماعت کرا رہا ہو تو آنے والا پہلے وتر پڑھ سکتا ہے مگر غیر مقلدین اہل مدینہ کے اس مسئلہ کو غلط کہتے ہیں۔ (صلوۃ الرسول صفحہ ۳۵۱)

(۹) امام مالک فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں رفع یدین کرنا ضعیف ہے اور فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کرنے والے کو پہچانتا تک نہیں۔ (المدونۃ جلد ۱ صفحہ ۷۱) لیکن غیر مقلدین نے تقریر و تحریر اور چیلنج بازیوں سے اس مسئلہ پر کتنا اودھم مچا رکھا ہے۔

(۱۰) ابن القاسم فرماتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد کسی تکبیر کے ساتھ رفع یدین جائز نہیں۔ (المدونۃ الکبری جلد ۱ صفحہ ۱۷۶) مگر آپ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

(۱۱) امام مالک فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قراءت پر (قرآن پڑھنا) ہمارے شہر (مدینہ طیبہ) میں عمل نہیں، نماز جنازہ صرف دعا ہے۔ میں نے اپنے شہر کے اہل علم

کو اسی پر پایا ہے۔ (المدونۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۷۴) مگر غیر مقلدین کا کہنا ہے اگر امام یا مقتدی نے نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث جلد ۵ صفحہ ۱۸۵)

(۱۲) نماز جنازہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے اس میں علمائے اسلام میں کوئی اختلاف نہیں (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۱، مغنی لابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۹) لیکن پوری امت کے خلاف غیر مقلدین کے نزدیک نماز جنازہ بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۵۶)

(۱۳) امام مالک فرماتے ہیں کہ میں جنازہ کے مسجد میں رکھے جانے کو مکروہ سمجھتا ہوں (المدونۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۷۷) مگر غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا سنت ہے اور اس سے انکار کرنا سنت کی مخالفت ہے۔ (بلاغ المبین صفحہ ۵۵۳ بحوالہ ستاریہ جلد ۲ صفحہ ۳۱)

(۱۴) امام مالک ایک رکعت وتر کے بعد فرماتے ہیں ہمارے ہاں اس پر بالکل عمل نہیں ہے کم از کم وتر تین رکعت ہیں۔ (موطا صفحہ ۱۱۰) جبکہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ تین وتر پڑھنے جائز ہی نہیں۔ (عرف الجادی صفحہ ۳۳)

(۱۵) امام مالک قرآن کی آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ گھوڑا حلال نہیں۔ (موطا صفحہ ۴۹۳) مگر غیر مقلدین ہر سال کسی نہ کسی جگہ گھوڑے کی قربانی کا کھڑاک رچالیتے ہیں۔

(۱۶) امام مالک کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں۔ (موطا صفحہ ۴۹۷) مگر غیر مقلدین چوتھے دن قربانی کرتے ہیں۔

(۱۷) امام مالک فرماتے ہیں کہ رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے میں نے کسی ایک بھی اہل علم وفقہ کو رکھتے نہیں دیکھا اور اسلاف سے کسی کا یہ روزے رکھنا مجھے نہیں پہنچا ہے بلکہ اہل علم ان کو مکروہ سمجھتے ہیں اور ان کے بدعت ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اہل جہالت وجفا کہیں ان کو رمضان کے ساتھ نہ ملالیں۔ (موطا صفحہ

۵۶) غیر مقلدین امام کے ارشاد پر بہت واویلا مچاتے ہیں۔

(۱۸) امام مالک خیار مجلس کی حدیث لکھ کر فرماتے ہیں: ولیس لھذا عندنا حد معروف ولا امر معمول بہ فیہ (موطا صفحہ ۵۹۰) کہ نہ خیار مجلس کی ہمارے ہاں کوئی حد معروف ہے اور نہ ہی ہمارے ہاں اس پر عمل ہے جبکہ غیر مقلدین اس پر بہت شور و غوغا مچاتے ہیں۔

(۱۹) موطا امام مالک صفحہ ۵۱۰ تا صفحہ ۵۱۲ کی روایات سے ظاہر ہے کہ امام مالک ایک کلمہ سے بھی تین طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین بالکل نہیں مانتے۔

(۲۰) رکعات تراویح میں ۲۰ رکعت کے تروبحوں میں ۱۶ نوافل کے بھی امام مالک قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین اس کو بالکل نہیں مانتے۔

میں نے کہا اہل مدینہ سے نہ آپ کا وضو ملے نہ تیمم نہ نماز، نہ نماز جنازہ، حلال حرام اور نکاح و طلاق میں ان سے اختلاف کرتے ہو، پھر عوام کو مغالطہ دیتے ہو کہ ہمارا دین مدینے والا ہے۔ کیا اس جسارت سے جھوٹ بولنے پر آپ کو کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم کو ایک دن اللہ کے ہاں ایک ایک بات کا حساب دینا ہے جہاں نہ زور چلے گا نہ زر۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت گنہگاروں کو آوازیں دیتی ہے کہ آؤ توبہ کر لو۔

کتاب و مدینہ

آپ کی مکمل دین پر ایک کتاب بھی نہ مکہ میں لکھی گئی اور نہ مدینہ میں۔ اور کوفہ میں دین اسلام ان صحابہؓ کے ذریعہ آیا جو مکہ مدینہ سے آئے تھے۔

علامہ علاؤالدینؒ نے مدینہ منورہ میں روضہ پاک پر بیٹھ کر ایک جامع اور مکمل کتاب "در مختار" تحریر فرمائی۔ اس میں لکھتے ہیں: الحاصل قرآن پاک کے بعد امام ابو حنیفہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہیں اور اس کی یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ آپ کا ہی مذہب پھیلا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ امام نے کوئی

قول ایسا نہ فرمایا جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو (یعنی سب ائمہ آپ ہی کے خوشہ چین ہیں) اور تیسری دلیل یہ ہے کہ امام صاحب کے زمانہ سے آج تک سلطنت اور قضاء کے عہدے ان کے مقلدین کے پاس رہے ہیں۔ علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خلافت عباسیہ جن کی مدت حکومت تقریباً پانچ سو سال ہے۔ اس میں اکثر قاضی ومشائخ (یعنی شیخ الاسلام) حنفی تھے جیسا کہ کتب تاریخ اس کی شاہد ہیں۔ ان کے بعد سلاطین سلجوقی اور خوارزمی سب کے سب حنفی تھے اور خلافت عثمانیہ بھی حنفی تھی اور ان کے قاضی حنفی، یعنی شامی کے زمانہ تک نو سو سال کے سلاطین اسلام حنفی گزرے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ بھی فرماتے ہیں: در جمیع بلدان و جمیع اقالیم بادشاہان حنفی اند وقضاۃ واکثر مدرسان واکثر عوام حنفی (کلمات طیبات صفحہ ۱۷۷) یعنی تمام ملکوں اور شہروں میں بادشاہ حنفی ہیں اور اکثر قاضی، اکثر مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں۔ الغرض دوسری صدی سے چودھویں صدی کے وسط تک تقریباً بارہ سو سال حرمین شریفین کے خادم حنفی رہے اس کے بعد آج تک حنبلی ہیں۔ "اہل قرآن" اور "اہل حدیث" کو کبھی اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا کر کے خدمت حرمین شریفین کا موقعہ نہیں دیا۔ ان کی حکومت تو کجا، ان کا وجود ہی ان مقدس شہروں میں نہیں تھا۔

مولانا ثناء اللہ کا اعتراف حق

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام نے ۲۰/ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو ایک اعلان اپنے فرقہ وارانہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع کیا اس میں فرماتے ہیں: "برادران اسلام: جماعت (غیر مقلدین) کے اکثر افراد جانتے ہیں کہ مولانا احمد صاحب دہلوی سات آٹھ سال مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، جب آپ وہاں پہنچے تو اس مقدس شہر کے ساکنین میں سے کسی کو اہل حدیث نہ پایا، نہ اس جماعت کا کوئی مدرسہ ہے نہ رباط، نہ دیگر کسی خدمت کے آثار اس جماعت کے وہاں موجود ہیں، نہ اس جماعت کا وہاں تذکرہ

ہے نہ نام و نشان۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں سے اس جماعت کے اعمال نامے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے خالی ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر دل پر سخت چوٹ لگی اور بے حد افسوس ہوا کہ یہ مرکز اسلام، یہ دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن جہاں دنیا بھر کے مسلمان جمع ہوتے ہیں، وہاں کوئی اہل حدیث کا نام لیوا اور مذہب اہل حدیث کا مبلغ نہ ہو؟ کتنی شرم کی بات ہے کہ دعوی تو سنت کا اور پھر صاحب سنت مطہرہ کے گھر مدینہ طیبہ میں اس دعوے دار قوم کا کوئی حصہ بھی نہ ہو، افسوس انا للہ"

اسی طرح مکہ مکرمہ میں ان کا پہلا مدرسہ دارالحدیث محمدیہ ۱۲/ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو شروع ہوا۔ اس کے بانی عبدالحق نوناری (احمد پور شرقیہ) تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جیسے مرزائیت، پرویزیت عرب ممالک وغیرہ میں پاک و ہند سے گئی اسی طرح غیر مقلدیت بھی پاک و ہند سے گئی، جس طرح قادیانیوں اور اہل قرآن کا یہ دعوی باطل ہے کہ ان کا دین حجازی ہے اسی طرح غیر مقلدین کا کہنا کہ ہمارا دین مکے مدینے سے آیا ہے، ایک زبردست تاریخی غلط بیانی ہے۔ **میں نے کہا آپ کو تو مکہ** مدینہ سے اتنی بھی نسبت نہیں، جتنی بتوں کو مکہ مکرمہ سے ہے کہ اگر وہاں کے نہیں تو وہاں سے نکالے ہوئے تو ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ اسلام کی پہلی ساڑھے تیرہ صدیوں میں کسی ایک خلیفہ اسلام، کسی ایک قاضی، کسی ایک امام مسجد حرم یا امام مسجد نبوی حرمین شریفین کے کسی ایک خاکروب کو بھی کسی مستند تاریخی شہادت سے غیر مقلد ثابت کر سکتے ہیں کہ نہ اس میں اجتہاد کی اہلیت تھی اور نہ وہ تقلید کرتا تھا، بلکہ غیر مقلد تھا، اجتہاد کو کار ابلیس اور مجتہد کی تقلید کو شرک کہتا تھا۔ دیدہ باید، مرداں بکوشید۔

سلاطین اسلام

انھوں نے کہا آپ نے بڑے فخر سے کہا ہے کہ تمام سلاطین اسلام حنفی رہے

ہیں۔ یہ درست ہے اور بجا ہے۔ آخر سلاطین حنفی کیوں نہ ہوتے جبکہ حنفی فقہ نے شراب اور زنا کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ امام ابو یوسف ہارون رشید کو خود شراب بنا کر پلاتے تھے۔ اس شراب کا نام ہی ابا یوسفی تھا۔ میں نے کہا بہت بڑی جسارت ہے کہ تمام سلاطین اسلام کو زانی اور شرابی کہا جائے، اتنا کھل کر تو شاید کسی کھلے کافر نے بھی آج تک نہ کہا ہوگا اور اس سے بڑی جسارت یہ ہے کہ تمام فقہائے اسلام کو شراب اور زنا کا جائز قرار دینے والا کہا جائے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمائیں اور آپ لوگ فقہ کو شر اور فقہاء کو اشرار قرار دیں۔

قیام حشر کو نہیں نہ ہو کہ اک کلمہی گنجی

کرے ہے حضور بلبل بستان نوا سنجی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل بجا فرمایا تھا کہ اس امت کے اخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو اس امت کے اسلاف کو لعن طعن کیا کریں گے۔ اس فرمان رسول کی صداقت کا غیر مقلدین نے آنکھوں سے مشاہدہ کروا دیا۔ انھوں نے کہا عالمگیری میں شراب کو جائز کہا گیا ہے جو بادشاہ کے لئے لکھی گئی ہے اور شراب ابایوسفی کا ذکر بھی اسی میں ہے۔ میں نے عالمگیری کا اردو ترجمہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہاں لکھا تھا: "خمر کے چھ حکم ہیں۔ (۱) اول یہ کہ خمر کا تھوڑا پینا اور بہت پینا سب حرام ہے اور اس سے دوا کے طور پر بھی انتفاع حرام ہے۔ (۲) دوم یہ کہ اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔ (۳) سوم یہ کہ جس طور سے لوگ متاع (فائدہ) حاصل کرتے ہیں مثلاً بیع وہبہ وغیرہ کے طور پر خمر کے مالک ہونا یا دوسرے کو مالک کرنا یہ بھی حرام ہے۔ (۴) چہارم یہ کہ خمر کا تقوم باطل ہو گیا حتیٰ کہ خمر کا تلف کرنے والا ضامن نہ ہوگا۔ یعنی کسی نے کسی کی شراب انڈیل کر ضائع کردی تو اس کو شراب کی قیمت نہیں دینی پڑے گی۔ (۵) پنجم یہ کہ خمر مثل پیشاب اور خون کے نجاست غلیظہ ہے۔ (۶) ششم یہ کہ اس کے تھوڑا یا بہت پینے سے حد شرعی واجب ہوتی ہے۔

(عالمگیری جلد ۹ صفحہ ۸۱۲) خدا کا خوف کرو کیا اسی کا نام شراب کی کھلی چھٹی ہے؟

ہمارے ہاں خمر پیشاب کی طرح ناپاک اور آپ کے ہاں خمر پاک (نزل الابرار جلد ۱ صفحہ ۴۹) **انھوں نے کہا** پھر شراب ابا یوسفی کا کیا قصہ ہے؟ **میں نے کہا** ابا یوسفی خمر نہیں ہے اس کا نام بختج یا مثلث "عالمگیری" نے بیان کیا ہے۔ **میں نے کہا** قاضی ابو یوسفؒ کا وصال ۱۸۲ھ میں ہے۔ آپ نے عالمگیری سے حوالہ دیا جو ۱۱۱۸ھ کی کتاب ہے جب کہ نسائی ۳۰۳ھ جو کہ صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں ہے:

عن ابراہیم قال لاباس بنبیذا لبختج "نبیذ یعنی شیرہ کے پینے میں کچھ قباحت نہیں تو اگر قاضی صاحب نے ہارون رشید کو شیرہ کے پینے کی اجازت دی تو یہ کس حدیث کے خلاف ہے۔ آپ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں جس میں بختج کو حرام قرار دیا گیا ہو۔ اور بخاری ۲۵۶ھ میں ہے کہ حضرت عمرؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ نے طلا، مثلث کا پینا درست رکھا ہے۔ (بخاری مترجم جلد ۳ صفحہ ۲۸۰) کیا ان حضرات کو بھی قاضی ابو یوسفؒ فتویٰ دے آئے تھے۔ آپ صرف اور صرف ایک حوالہ دیں کہ فقہ حنفی میں خمر کے ایک قطرے کو بھی حلال یا پاک کہا گیا ہو۔ ورنہ اس جھوٹ سے توبہ کریں۔

انھوں نے کہا لیجئے میں خمر کا لفظ دکھاتا ہوں، در مختار میں صاف کہا کہ خمر میں گندم کو جوش دیا جائے تو وہ کئی بار جوش دے کر سوکھانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ **میں نے** در مختار دکھائی کہ اس میں ہے جو گیہوں شراب میں پکائی جائے وہ کبھی پاک نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے۔ (صفحہ ۱۶۲) آپ نے یا تو خیانت کی ہے یا جہالت سے ایسا کہا ہے۔ پھر میں نے نزل الابرار دکھائی کہ آپ کے ہاں تو خمر ہی پاک ہے۔ خمر میں پکایا ہوا گیہوں پاک ہے، بلکہ خمر میں آٹا گوندھ کر روٹی پکائی جائے تو اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ اس نے کہا آپ کے ہدایہ میں لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے۔ میں نے دکھایا کہ صاحب ہدایہ نے ساتھ ہی حدیث بھی دی ہے: خیر خلکم خل خمرکم بہترین سرکہ وہ ہے جو شراب سے بنایا جائے۔ اور آپ کے ہاں بھی یہی

ہے: اما الخمر اذا صار خلا فیصیر حلالا شراب سرکہ بن جائے تو حلال ہے۔ (نزل الابرار جلد ا صفحہ ۲۸۵) لیجئے۔ بخاری میں بھی ہے کہ حضرت ابو درداء ؓ نے فرمایا کہ شراب (خمر) میں مچھلی ڈال دیں اور سورج کی دھوپ میں رکھ دیں تو اب وہ شراب نہیں رہتی یعنی سرکہ بن کر حلال ہے۔ بخاری تو ہدایہ سے پہلے لکھی گئی ہے۔ پہلے اعتراض اس پر کرنا چاہیے تھا۔ اب موصوف کہنے لگے کہ ہاں شراب کا سرکہ بن جائے تو اس کے حلال ہونے میں تو شک نہیں ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے، ابو یوسف قاضی کیسے بنا۔ اس نے ہارون رشید کو فتویٰ دیا تھا کہ اپنے باپ کی لونڈی سے تجھے صحبت کرنا حلال ہے۔ اس کے صلہ میں اسے قاضی بنا دیا گیا۔

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

میں نے کہا آپ کو یاد رہے کہ جو الفاظ بھی آپ کے منہ سے نکل رہے ہیں، ایک ایک لفظ کا اللہ کے ہاں حساب ہونا ہے۔ محدث علی بن صالح (۱۵۱ھ) جب حدیث روایت فرماتے تو فرماتے: حدثنی افقہ الفقہاء و قاضی القضاۃ و سید العلماء ابو یوسف یعنی مجھے اپنے دور کے سب فقہاء سے بڑے فقیہ اور قاضی القضاۃ، عالموں کے سردار نے حدیث سنائی اور محدث علی بن الجعد (۲۳۰ھ) جو بخاری کے استاد ہیں، فرمایا کرتے جب تو ابو یوسف کا نام لینا چاہے تو پہلے اپنے منہ کو صابن اور گرم پانی سے خوب پاک صاف کرلے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم میں نے ابو یوسف جیسا محدث نہیں دیکھا۔ آپ صائم الدہر تھے اور قاضی بننے کے بعد بھی روزانہ دو سو نفل پڑھتے تھے۔ کسی مسلمان پر تہمت لگانے کے لئے ثبوت چاہیے۔ آپ نے جو واقعہ ان کی طرف منسوب کیا ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

آپ کے نواب صدیق حسن خان بھی لکھتے ہیں، کہ واقعہ بالکل بے اصل ہے۔ (کشف الالتباس صفحہ ۲۶۹) اور پھر آپ نے جو اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ اس وجہ سے ہارون رشید نے قاضی صاحب کو قاضی بنایا، یہ تو جہالت کا بہت بڑا کرشمہ ہے

کیونکہ قاضی صاحب کو خلیفہ مہدی نے اس عہدہ پر فائز فرمایا تھا۔ پھر خلیفہ ہادی کے زمانہ میں بھی وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے بعد ہارون رشید کے زمانہ میں بھی وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ (مقدمہ کتاب الخراج) حضرت قاضی صاحب کا تو خوف خدا میں یہ حال تھا کہ آخری بیماری میں بہت پریشان تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے نہ کبھی بدکاری کی نہ کبھی زندگی بھر میں ایک درہم بھی حرام کا کھایا اور نہ زندگی بھر کے فیصلوں میں کبھی ناانصافی کی۔ ہاں ایک مرتبہ ناانصافی ہوئی کہ میں ہارون رشید خلیفہ کو کچھ فیصلے سنا رہا تھا کہ ایک عیسائی آیا۔ اس نے دعوی کیا کہ فلاں باغ خلیفہ نے مجھ سے غصب کیا ہے۔ میں نے خلیفہ سے پوچھا۔ اس نے کہا وہ تو مجھ خلیفہ منصور سے میراث میں ملا ہے۔ میں نے عیسائی سے کہا کہ تیرے پاس کوئی گواہ ہیں، اس نے کہا نہیں۔ گواہ تو نہیں آپ خلیفہ سے قسم لیں۔ میں نے خلیفہ سے قسم لی۔ اس نے قسم اٹھائی اور عیسائی چلا گیا۔ اب میں اس پر ڈر رہا ہوں کہ میں نے عیسائی کو خلیفہ کے ساتھ بٹھا کر یہ مقدمہ کیوں نہ سنا۔ اس پر رو رہے تھے۔ (مناقب ذہبی صفحہ ۴۳) حضرت قاضی صاحب بیمار تھے تو ولی کامل نے حضرت عبدالرحمن بن القواس ؒ سے فرمایا کہ قاضی صاحب کی وفات ہو جائے تو مجھے بھی خبر دینا۔ عبدالرحمن فرماتے ہیں، میں باہر نکلا اور قاضی صاحب کے گھر کی طرف گیا تو قاضی صاحب ؒ کا جنازہ بالکل تیار تھا۔ میں سوچا اب حضرت خواجہ معروف کرخی ؒ کو بتانے جاؤں تو میں خود جنازے سے رہ جاؤں گا، اس لئے میں نے نماز جنازہ پڑھی اور پھر آکر حضرت معروف کرخی ؒ کو خبر دی، آپ کو سن کر بہت صدمہ ہوا۔ حضرت معروف کرخی نے فرمایا، آج ہی رات میں نے خواب دیکھا کہ میں گویا جنت میں داخل ہوا ہوں۔ تو ایک بہت شاندار محل دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ قاضی ابو یوسف ؒ کا ہے۔ میں نے پوچھا ایسے عالی شان محل کے وہ حق دار کیسے بنے؟ تو بتایا گیا کہ انہوں نے لوگوں کو خوب علم سکھایا اور لوگوں نے ان پر کئی بے بنیاد

الزامات لگائے۔ (مناقب ذہبی صفحہ ۴۴)۔ امام محمدؒ کے وصال کے بعد ولی کامل محدث اعظم ابدال وقت نے خواب میں انہیں دیکھا اور پوچھا محمد! کیا گزری؟ فرمایا اللہ نے فرمایا، میں نے تجھے علم کا خزانہ بنایا تھا، اس لئے کوئی عذاب نہیں، جا جنت میں چلا جا اور میں اس عظیم الشان محل میں ہوں۔ میں نے پوچھا قاضی ابویوسف کہاں ہیں؟ فرمایا وہ مجھ سے بھی بلند مقامات پر ہیں۔ پھر میں نے پوچھا امام ابوحنیفہؒ کہاں ہیں؟ فرمایا وہ تو کئی درجے ہم سے بلند ہیں۔ (بغدادی جلد ۲ صفحہ ۱۸۲) میں نے کہا جو لوگ صدیوں سے جنت نشین ہیں، آپ اب بھی ان کو معاف نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگے کہ قاضی صاحب نے ایک حیلہ بتایا کہ آدھی لونڈی کی بیع کرلو، آدھی ہبہ کردو اور یہ واقعہ تو خطیب بغدادی نے سند سے لکھا ہے۔ میں نے کہا یہ خطیب نے جلد ۱۲ میں لکھا ہے جبکہ جلد سوم میں اس کی سند کے راوی محمد بن ابی الازہر کے بارے میں خود لکھ آئے ہیں کہ کان کذابا قبیح الکذب ظاہرہ یعنی وہ کھلم کھلا بدترین جھوٹ بیان کرتا تھا۔ پھر اس سند میں حماد بن اسحاق موصلی ہیں، یہ دونوں باپ بیٹا زمانہ کے مشہور گویے تھے، ایسے جھوٹوں اور گویوں کی روایت سے ان جلیل القدر ائمہ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا شاید بعض شوافع نے اس قسم کے واقعات انہوں نے ذکر کئے ہوں کہ امام شافعی جب عراق گئے اور خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں پہنچے، خلیفہ کے سامنے قاضی ابویوسفؒ نے امام شافعیؒ کو بہت گرانا چاہا، آخر ہارون الرشید نے ان دونوں کا مناظرہ کرایا، جس میں قاضی ابویوسفؒ کو بری طرح شکست ہوئی۔ یہ کتنی بری بات ہے کہ قاضی صاحبؒ نے محض حسد سے ان کو گرانے کی کوشش کی، حالانکہ انہیں تو عالم کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے تھی اور یہ واقعہ سند کے ساتھ مذکور ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد البلوی ہے جس کے بارے میں امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۴۹۱)

جب وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا تھا تو قاضی صاحبؒ پر کیوں نہ بولے گا؟ اس سند کا دوسرا راوی احمد بن موسیٰ النجار ہے جس کو میزان میں ذہبی نے حیوان وحشی کہا ہے۔ (جلد ا صفحہ ۱۵۹) ایسے جھوٹوں کی روایات سے آپ ائمہ کبار پر تہمتیں لگاتے ہیں؟ اور اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی تاریخی شہادت یہ بھی ہے کہ حضرت امام شافعیؒ ۱۸۴ھ میں عراق تشریف لائے جبکہ اس سے دو سال قبل حضرت قاضی صاحب وصال فرما چکے تھے۔ کیا وہ دو سال بعد قبر سے اٹھ کر امام شافعیؒ سے مناظرہ کرنے آئے تھے؟ آپ لوگوں کا عجب معاملہ ہے۔ انکار پر آؤ تو بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳ کی حدیث "قرب نوافل" اور مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۴ کی حدیث اذاقرافانصتوا کا انکار کر دو اور ماننے پر آؤ تو ایسے جھوٹے قصوں کو وحی آسمانی سے بڑا درجہ دے دو۔ انہوں نے کہا یہ جن سلاطین اسلام پر آپ فخر کرتے ہیں یہ وہی تو ہیں کہ حرم مکہ میں ساڑھے پانچ سو سال ان کی حکومت میں چار مصلے رہے۔ اللہ بھلا کرے سعودی حکومت کا اب ایک ہی مصلی ہے۔ میں نے کہا جب چار مصلے تھے، تمہارا مصلی اس وقت بھی نہیں تھا اور اب ایک ہے تو تمہارا اب بھی نہیں ہے۔ ہاں اس سے اتنا پتہ چلا کہ اہل سنت کے مذہب چار ہی ہیں۔ آپ کا اہل سنت میں کبھی بھی شمار نہیں ہوا۔

وہ کہنے لگے ہارون رشید نے مکہ مکرمہ میں امام شافعی اور امام ابو یوسف کا مناظرہ کرایا جس میں ثالث امام مالک تھے۔ اس میں اذان، صاع اور وقف کے مسائل زیر بحث آئے جس میں ہارون رشید کے سامنے ابو یوسف کو شکست فاش ہوئی اور آپ نے امام ابو حنیفہ کے ان تین مسائل کو چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ اس کلام کو سنتے ہی عوام میں ایک کھلبلی سی مچ گئی اور آوازیں آنے لگیں آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تقلید کو توڑتے ہیں اور امام صاحب کے مذہب سے منہ موڑتے ہیں۔ ۔ (طریق محمدی صفحہ ۱۱۸) میں نے فوراً جواب دیا امام ابن الجوینی نے بے سند اس کا تذکرہ کیا ہے اور

لکھا ہے کہ یہ مناظرہ ۱۸۴ھ میں ہوا۔ اب ارکان مناظرہ پر غور فرمائیں۔ ہارون رشید ۱۷۰ھ میں خلیفہ بنا اور ۱۹۳ھ میں وفات پائی اور امام مالکؒ جو اس مناظرہ کے ثالث بتائے جاتے ہیں وہ ۱۷۹ھ میں مناظرہ سے پانچ سال پہلے وصال فرما گئے تھے اور پہلے مناظر قاضی ابو یوسفؒ اس مناظرہ سے دو سال قبل ۱۸۲ھ میں وصال فرما گئے اور امام شافعیؒ ۱۸۴ھ میں تو امام محمدؒ سے پڑھنے عراق گئے ہوئے تھے، وہ طالب علم تھے، ابھی بحیثیت عالم ان کا تعارف ہی نہ تھا، انھوں نے ۱۹۵ھ میں اجتہاد کا آغاز کیا۔ چھ سال تقریباً مذہب قدیم مرتب فرمایا، پھر مصر تشریف لے گئے اور وہاں مذہب جدید کی تدوین شروع فرمائی۔ ۲۰۴ھ میں وصال فرمایا۔ پھر اس مناظرہ میں یہ ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ موذن رسول تھے جس کا کوئی ثبوت کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔ اس مناظرہ میں ہے کہ بلالؓ کے پوتوں نے بتایا کہ بلالؓ کی اذان میں ترجیع تھی۔ نہ ہی کسی تاریخ میں بلالؓ کے پوتوں کا ثبوت، نہ ہی ان کی مدینہ میں سکونت ثابت ہے اور پھر یہ بات احادیث متواترہ کے خلاف کہ کتب احادیث میں حضرت بلالؓ سے عدم ترجیع والی اذان ہی متواتر ہے۔ (طحاوی) یہ سب باتیں اس فرضی مناظرہ کے جھوٹے ہونے کے دلائل ہیں۔ ہاں جو نتیجہ ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری صدی میں حرمین شریفین میں امام صاحب کی تقلید اس قدر مضبوط تھی کہ عامی تو کیا قاضی القضاۃ کو بھی وہ امام کی تقلید سے نکلتا نہ دیکھ سکتے تھے اور اس پر بھی شور اور کھلبلی مچ جاتی تھی، اس کھلبلی پر نہ ہی ہارون رشید نے انکار کیا، نہ امام مالک نے، نہ ہی امام شافعی اور امام ابو یوسف نے جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت تقلید شخصی کے وجوب پر سب کا اجماع تھا۔ جو لوگ یہ جھوٹا پروپگنڈہ کرتے ہیں کہ چوتھی صدی تک تقلید شخصی کا وجوب تو کجا وجود بھی نہ تھا ان کو اس جھوٹ سے توبہ کرنی چاہئے۔ اب وہ صاحب فرمانے لگے، الحمد للہ میری بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں۔ میں پھر کسی وقت دوبارہ حاضر ہوں گا۔